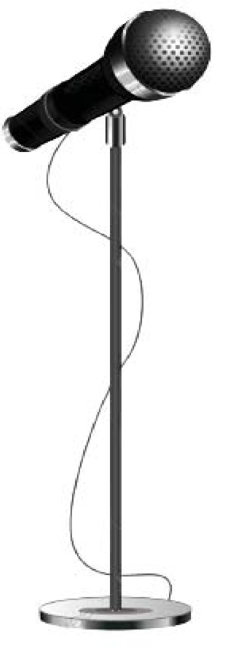




صدائے طالبات





مولانا ومفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقہ وافتاء معہد الدراسات العلیا، پھلواری شریف پٹنہ

باہتمام

مولانا ومفتی محمد مہتاب قاسمی

ناظم ادارہ عائشہ صدیقہ للبنات گڑھیا ضلع شیوہر، بہار



بسم اللہ الرحمن الرحیم

طالبات کے لئے تقاریر، مکالمات اور اناؤنسری کی منفرد کتاب

تحفۂ شاہین کا جدید ایڈیشن

صدائے طالبات

مرتّب

مولانا و مفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقہ و افتاء معہد الدراسات العلیا، پھلواری شریف پٹنہ

باہتمام

مولانا و مفتی محمد مہتاب قاسمی

ناظم ادارہ عائشہ صدیقہ للبنات گرھیا ضلع شیوہر، بہار



شعبۂ نشر و اشاعت

مکتبہ دار ارقم نیپال

فیض پور عرف گھیوا ضلع روتہٹ، نیپال

Mob: 8986305186, 6397253620



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ——— صدائے طالبات

مرتب ——— مولانا ومفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقہ وافتاء ——— معہد الدراسات العلیا، پھلواری شریف پٹنہ

رابطہ نمبر ——— انڈین نمبر:8986305186، نیپالی نمبر :9809191037

باہتمام ——— مولانا ومفتی محمد مہتاب قاسمی

ناظم ——— ادارہ عائشہ صدیقہ للبنات، گڑھیا، ضلع شیوہر بہار

تاریخ اشاعت ——— ربیع الاول ۱۴۴۳ھ، مطابق اکتوبر ۲۰۲۱ء

صفحات ——— 80

ملنے کے پتے

مفتی رضوان نسیم قاسمی....انڈین نمبر:8986305186، نیپالی نمبر:9809191037

مفتی محمد مہتاب قاسمی، عائشہ صدیقہ للبنات گڑھیا، شیوہر بہار.........6397253620

جامعہ ماریہ نسواں، ڈھاکہ، مشرقی چمپارن....9931415362..9939516346

جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات، بھوگاڑی پل چوک، مغربی چمپارن........9576744010

مکتبۃ القاضی، نزد امارت شرعیہ، پھلواری شریف پٹنہ 9431477268

مولانا عبد القادر صاحب، جامعہ محمودیہ للبنات، چین پور ڈھاکہ........9931255141

قاری علاء الدین ایمانی، جامعہ امدادیہ ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ ڈھاکہ....9507315293

قاسمی کتاب گھر، نزد جامع مسجد ڈھاکہ، مشرقی چمپارن....................8873881625

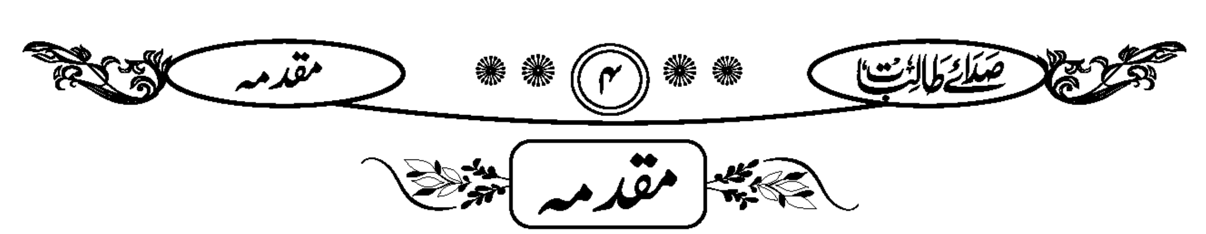
ارمان بکڈپو، نیپال روڈ، چین پور، مشرقی چمپارن بہار..........................7654030377

جامعہ خدیجۃ الکبری، راجپور نگر پالیکا، روتہٹ نیپال، نیپالی نمبر...............9845392256

مکتبہ شاہد، مدنی چوک، راجپور، روتہٹ نیپال، نیپالی نمبر.......................9816233636

مولانا رفعت اللہ قاسمی، مدرسہ فیض العلوم فیض پور، عرف گھورا نیپال....8839431898

فہرست مضامین



مقدمہ

شہسوار قلم مایۂ ناز ادیب معروف قلم کار حضرت مولانا مفتی محمد احمد صاحب قاسمی
صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ دار العلوم اشرف نگر، ددری، نانپورا، سیتامڑھی بہار

حامدا و مصلیا، أما بعد!

حدیث شریف میں آیا ہے "اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا" بعض بیان بڑے مؤثر، دل آویز اور سحر انگیز ہوتے ہیں کہ جس سے سننے والے پر وجد اور سحر طاری ہو جاتا ہے اور سامعین نہ صرف ان باتوں کے قائل ہو جاتے ہیں بلکہ ان پر عمل پیرا ہونے کی روح ان میں بیدار ہو جاتی ہے۔

اظہار مافی الضمیر اپنے اپنے ڈھنگ سے تو ہر کوئی کر لیتا ہے، لیکن ایسے رنگ میں گفتگو کرنا اور اپنے مطلب کی بات ایسے قرینے سے رکھنا کہ وہ فن بن جائے، اس کی آواز صدائے باز گشت، اس کا طرز تکلم قابل رشک، اس کا انداز تخاطب سامع کے جذبات کا ترجمان اور اس کا وجدان خیال حدیث دیگراں معلوم ہونے لگے؛ یہ کام نہایت مشکل ہے، یہ ایک فن ہے جو کسی میں خداداد ہوتا ہے تو کسی میں نہایت محنت و کسب سے آتا ہے۔

مدارس اسلامیہ کے طلبہ کو ہفتہ وار تقریری انجمنوں میں شرکت کر کے اپنے اندر خوابیدہ صلاحیتوں کو مشق و تمرین کے ذریعہ اجاگر کرنے اور نکھارنے کا موقع بآسانی مل جاتا ہے؛ کیوں کہ اس کے لیے معاون کتابوں کا انبار کتب خانوں میں موجود ہے، جب کہ طالبات کے لیے یہ اتنا آسان نہیں ہے؛ کیوں کہ اس صنف کا خیال رکھتے ہوئے متعلقہ موضوع پر لکھی گئی کتابیں نایاب نہیں تو بہت کم دستیاب ضرور ہیں۔

زیر استفادہ کتاب بنام "صدائے طالبات" عزیز مکرم مفتی رضوان نسیم قاسمی (زادہ اللہ علما نافعا و عملا صالحا متقبلا) کے جنبش قلم سے منصۂ شہود پر آنے والی کاوش اسی ضرورت کی تکمیل ہے، اللہ تعالی انھیں جزائے خیر عطا کرے کہ انھوں نے اپنی عنانِ توجہ اس طرف مبذول کی، ان شاء اللہ یہ کتاب مستقبل کی داعیاتِ اسلام کے لیے بہت مدد و معاون ثابت ہوگی۔

عزیز القدر مفتی محمد رضوان نسیم قاسمی زمانۂ تلمذ ہی سے اپنے صاف ستھرے ذوق تحقیق و مطالعہ میں ممتاز، علم و آگہی کے رسیا، کتب بینی کے حوالہ سے بڑے خوش طبع واقع ہوئے ہیں،

انھیں درسی کتابوں کی تفہیم وتشریح اور دل نشیں طریقۂ تکرار ومذاکرہ اور اسلوبِ تدریس کا خوشنما ذوق ملا ہے، عزیز موصوف درس وتدریس کے ساتھ قرطاس وقلم سے بھی وابستگی رکھتے ہیں، ان کی متعدد گراں مایہ علمی کاوشیں منظر عام پر آکر سلاطین علم وآگہی سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں یہ اپنی ہر آئندہ کاوش میں خوب سے خوب تر کرنے کی سعی کرتے نظر آتے ہیں۔

دراصل ذہن میں علم وتحقیق کے چراغ روشن ہوں اور دماغ تخلیق وایجاد کے نئے افق کی تلاش میں سرگرداں ہو تو ایک قلم کار، ایک مؤلف اور ایک شارح کے قلم سے دلکش مفید خاص و عام، علم ریز وعطر بیز علمی شاہکار عالم وجود میں آتی ہے، بسا اوقات ایک تخلیق کار مصنف ومؤلف عمر کی ایک طویل مسافت طے کرنے کے بعد اس درجۂ کمال تک پہنچ پاتا ہے جہاں دشت لوح وقلم کے نووارد مسافر اپنے مطالعہ ومشاہدہ کی وسعت وقوت کی بدولت اس فضل ومرتبہ کو اپنے سفر کے آغاز میں ہی چند منزلیں طے کرتے ہی حاصل کر لیتا ہے۔

عزیز موصوف زمانۂ طالب علمی ہی سے اپنی محنت ولگن اور کچھ کر گذرنے کے انتھک عزم و حوصلہ اور "طالب حقیقی" بننے کی پر خلوص دھن کی وجہ سے اپنے رفقاء میں ممتاز اور اساتذۂ کرام کے مرکز توجہ رہے ہیں، آج جب آں عزیز کی علمی کاوشیں یکے بعد دیگرے نظر نواز ہو رہی ہیں تو علامہ اقبال کا یہ شعر میرے دعا گو دل کا حدی خواں بن کر کانوں میں گونجتا ہے

تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا تیرے سامنے آسماں اور بھی ہیں

کیوں کہ بقول ساحر لدھیانوی

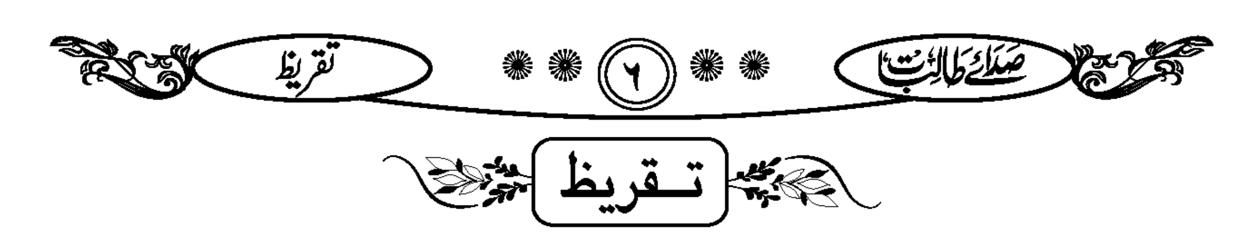
ہزار برق گرے لاکھ آندھیاں اٹھیں وہ پھول کھل کے رہیں گے جو کھلنے والے ہیں

عزیزی مفتی رضوان نسیم قاسمی سلمہ اللہ کی تمام علمی کاوشوں پر یہ کم مایہ راقم السطور صد بار مبارکباد دیتا ہے اور دعاؤں کی سوغات کے ساتھ ان سے مزید قلمی کاوش کی توقعات رکھتا ہے اور یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالی ان کی علمی وتالیفی کاوش کو قبول عام وتام عطا کرے اور ان کی اِن رشحات قلم کو ایسی سحر بنا دے جس کی شام دیر بہت دیر سے ہو۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

محمد احمد قاسمی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ دار العلوم اشرف نگر، ددری، وایہ نانپورا، سیتامڑھی بہار



تقریظ

فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی شاہد علی صاحب قاسمی
معتمد تعلیم واستاذ فقہ وافتاء: المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

ألحمدللّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ وجنودہ أجمعین، أمابعد!

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر عورت دینی علوم سے آراستہ ہو اور اس کا ذہن داعیانہ ہو تو وہ گھریلو ماحول اور سماج میں صالح انقلاب لانے میں بہ مقابلہ مرد کے زیادہ مؤثر رول ادا کرسکتی ہے، اس لیے لڑکیوں کے لیے دینی تعلیم کا مستقل نظم؛ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، نیز ان کے اندر داعیانہ فکر بیدار کرنا اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے سلیقہ پیدا کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

مرد ہو یا عورت دونوں کے لیے مافی الضمیر کو خوش اسلوبی سے پیش کرنا ایک مستقل فن ہے جس کے لیے تربیت اور خصوصی رہبری ناگزیر ہے، اس پس منظر میں عزیزم مفتی رضوان نسیم قاسمی (استاذ فقہ وافتاء: معہد الدراسات العلیا، ہارون نگر سیکٹرا، پھلواری شریف پٹنہ) کی مبارک تالیف ''صدائے طالبات'' ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہے، اس کتاب میں دین کے بنیادی امور پر مشتمل تقریری مشق اور صنف نازک کے مختلف کردار سے متعلق دلچسپ مکالمہ کے ساتھ ساتھ کسی بھی پروگرام کی نظامت کرنے اور اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی کے لیے مخصوص ومطلوبہ اسلوب کو احسن انداز سے پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی مؤلف کی اس قلمی کاوش کو ان کی دیگر تالیفات (نسیم المفتی، آسان دینیات، سیرت کے سنہرے نقوش وغیرہ) کی طرح شرف قبولیت سے نوازے اور دنیا وآخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنائے، آمین۔

شاہد علی قاسمی

معتمد تعلیم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

۱۸/ربیع الاول ۱۴۴۳ھ، ۲۵/اکتوبر ۲۰۲۱ء

باتیں اپنے دل کی

عورت جس مرحلہ میں بھی ہو وہ مرد کی توجہ کا محور اور مرکز ہوتی ہے، عورت جب بیٹی کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے والدین کی آنکھوں کا تارا اور دل کا قرار ہوا کرتی ہے، عورت جب بہن کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے بھائی کے لیے باعثِ افتخار اور اس کی عزت ہوا کرتی ہے، عورت جب بیوی کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے شوہر کی زندگی کا سب سے قیمتی تحفہ ہوا کرتی ہے، عورت جب ماں کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اولاد کے لیے شجر سایہ دار، پیکرِ محبت اور شفقت کا مجسمہ ہوا کرتی ہے، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

حیاء کی آئینہ ہے اور وفا کی جان ہے عورت
ہمارے گھر کی رونق زندگی کی شان ہے عورت
بنا دیتی ہے گھر کو رشک جنت یہ سلیقے سے
مکمل زندگی کی شان ہے عرفان ہے عورت

ایک بیٹی رحمت اسی وقت بن سکتی ہے جب کہ اس کا قلب اسلامی تعلیمات کی روشنی سے منور ہو، وہ فاطمی کردار و گفتار کا پیکر ہو، ایک عورت مرد کے لیے شریک حیات کی شکل میں روحِ حیات اور تسکینِ خاطر کا سبب اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ اس کا دل سیرت خدیجہؓ سے سرشار ہو، وہ ہر درد کا درماں اور مصائب کی گرم ہواؤں میں نسیم صبح کی صورت میں ایک مشفق ماں اسی وقت ثابت ہو سکتی ہے جب کہ اس کی گود بچے کے لیے پہلا اسلامی مکتب ثابت ہو، وہ اپنے بھائیوں کی محبتوں کا مرکز و ملجا اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ اس کے جذبات و احساسات ویسے ہو جائیں جیسے حضرت عائشہ کے جذبات اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن کے تئیں تھے۔

یہ ساری صفات ایک عورت میں اسی وقت پائی جا سکتی ہیں جب وہ زیور تعلیم

وتربیت سے آراستہ و پیراستہ ہوں، الحمدللہ! اس کے لیے دنیا کے تمام ممالک اور تقریباً ہر اضلاع میں بنات کے ادارے قائم ہیں، جہاں دخترانِ اسلام کو قرآن وحدیث کی تعلیمات سے روشناس کرایا جاتا ہے اور اسلامی فکر اور اسلامی منہج کے مطابق انھیں دینی ودنیوی دونوں تعلیم سے واقف کرایا جاتا ہے۔

راقم الحروف ایک مدت سے طالبات کے لیے ایک ایسی کتاب کی شدت سے ضرورت محسوس کررہا تھا جس میں اہم عناوین پر مشتمل تقاریر و مکالمات ہوں اور اس میں نظامت کے اسالیب بھی بیان کیے گئے ہوں، تاکہ اس کتاب کی روشنی میں طالبات انجمن اور دیگر پروگراموں میں اپنے خیالات اور مافی الضمیر کا کھل کر اظہار کرسکیں، اسی احساس کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی توفیق سے بندہ نے زیر نظر کتاب ترتیب دی ہے جو دس تقاریر، چار مکالمات اور اناؤنسری کے مختلف اسالیب پر مشتمل ہے، مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب طالبات کے لیے اپنی نوعیت کی منفرد اور مفید کتاب ثابت ہوگی۔

خوشی کے اس موقع پر رب العالمین کا شکر ادا کرنے کے بعد اپنے تمام اساتذۂ کرام بالخصوص حضرت اقدس مولانا مفتی محمد احمد صاحب قاسمی اور فقیہ النفس مفتی شاہد علی صاحب قاسمی کا نہایت ہی شکر گذار ہوں کہ اول الذکر نے کتاب کے لیے وقیع مقدمہ اور مؤخر الذکر نے دل نشیں تقریظ لکھ کر بندہ کی حوصلہ افزائی کی، نیز ان تمام طالبات کا بھی احسان مند ہوں جنھوں نے اس کتاب کی طباعت کی طرف بندہ کی توجہ مبذول کرائی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تالیف کو میرے اہل وعیال کی نجات کا ذریعہ اور خواتین اسلام بالخصوص مدارس اسلامیہ کی طالبات کے لیے مفید بنائے۔ آمین!

مفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقہ وافتاء: معہد الدراسات العلیا، پھلواری شریف پٹنہ

رابطہ نمبر: انڈین نمبر: 8986305186 نیپالی نمبر: 9809191037

اللہ کا تعارف قرآن کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنْ.وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنْ.وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنْ،مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أجْمَعِيْنْ.أمَّا بَعْدْ!فَأعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ:هُوَا للّٰهُ الَّذِى لا اِلٰهَ اِلا هُوَ،عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ،هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمْ.(الحشر: ۲۲)

میری قابل اکرام ماؤں اور بہنوں!

آج کی اس مبارک محفل میں آپ کے سامنے میں قرآن مجید کی روشنی میں اس عظیم اور مقدس ہستی کا تذکرہ کرنا چاہتی ہوں جس نے اکیلے اپنی قدرت سے اس وسیع وعریض دنیا اور اس کی تمام مخلوقات کو آباد کیا ہے، جو اپنی ذات میں بھی اکیلا اور تنہا ہے اور اپنی صفات میں بھی اکیلا اور تنہا ہے، جو ہر قسم کی عبادت اور بندگی کے لائق ہے، جس نے تمام فرشتوں، شیاطین و جنات، انسان وحیوان، نباتات و جمادات، آسمان و زمین، چاند وسورج، پہاڑ اور سمندر، چرندے اور پرندے، درندے اور کیڑے مکوڑے، الغرض ساری جاندار اور بے جان چیزوں کو پیدا کیا۔

آج میں اس رب العالمین کا ذکر خیر کرنا چاہتی ہوں جس کی قدرت کا یہ حال ہے کہ وہ آسمان کو بغیر کسی ستون کے محض اپنی قدرت سے تھامے ہوا ہے، جس کی حکومت اتنی بڑی ہے کہ انسان سے لیکر جنات تک، آبادیوں سے لے کر جنگلوں تک، خشکی سے لے کر سمندر تک ہر جگہ اسی کا سکہ چلتا ہے، جس کو آسمان وزمین کی تمام مخلوقات پر غلبہ حاصل ہے، جو سزا دینا چاہے تو ابابیل پرندوں کے ذریعہ ابرہہ اور اس کے لشکر کو ہلاک کردے اور فرعون جیسے متکبر اور لاؤ لشکر والے بادشاہ کو سمندر میں غرق کردے، جو اس قدر غالب و مالک ہے کہ جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، کوئی اس کو روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے اور وہ جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ہے، جس کی شہنشاہی کا یہ عالم ہے کہ انسان کی موت وحیات سے

لیکر اس کے رزق تک کی ساری چیزوں کا وہی مالک ہے، وہی عزت وبلندی سے سرفراز کرتا ہے اور وہی ذلت وپستی سے لوگوں کو دوچار کرتا ہے۔

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

قرآن مجید کی بے شمار آیات میں اللہ تعالی کی صفات وکمالات کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن میں سے بعض آیات مختصر اور بعض آیات طویل ہیں، اللہ کے تعارف پر مشتمل سب سے طویل آیت؛ آیت الکرسی ہے جس میں اللہ تعالی کی دس سے زائد صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے، آیت الکرسی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جس کے علاوہ کسی کے اندر معبود بننے کی صلاحیت نہیں ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کو کبھی موت نہیں آسکتی، وہ اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں ہے، وہ خود سے قائم ہے اور دوسروں کو سنبھالے ہوا ہے، اللہ وہ ذات ہے جسے نہ تو اونگھ آتی ہے اور نہ ہی اسے نیند آتی ہے، اسی کی ملکیت میں آسمان وزمین کی تمام چیزیں ہیں، اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کے بارے میں سفارش نہیں کرسکتا، وہ لوگوں کے آگے پیچھے (یعنی پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد) کے تمام حالات وواقعات سے باخبر اور واقف ہے، اللہ وہ ذات ہے جس کے علم کے کسی بھی حصے کا کوئی مخلوق احاطہ نہیں کرسکتی ہے، بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم صرف اسی ایک اللہ کو ہے، ہاں وہ اپنے اس علم میں سے جس کو نوازنا چاہتے ہیں نواز دیتے ہیں، اللہ وہ ذات ہے جس کی کرسی اتنی بڑی ہے کہ اس کی وسعت کے اندر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین سمائے ہوئے ہیں، وہ آسمان وزمین کی حفاظت کرتے ہوئے کبھی تھکتا نہیں ہے اور وہ بلند شان رکھنے والا اور عظیم رتبہ والا ہے۔

گلشن اسلام کی نوشگفتہ کلیوں!

قرآن مجید کی مشہور سورت ''سورۃ الشعراء'' میں اللہ تعالی کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے رب العالمین کا تعارف بہت ہی نرالے انداز میں

پیش کیا ہے، ارشاد ربانی ہے ﴿أَلَّذِی خَلَقَنِی فَهُوَ یَهْدِینْ، وَالَّذِی هُوَ یُطْعِمُنِی وَیَسْقِیْنْ، وَإِذا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنْ، وَالَّذِی یُمِیْتُنِی ثُمَّ یُحْیِیْنْ، وَالَّذِی أَطْمَعُ أَنْ یَّغْفِرَلِی خَطِیئَتِی یَوْمَ الدِّیْنْ﴾ (سورۃ الشعراء: ۷۸.۸۲) اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ میرا رب وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور مجھے سیدھا راستہ دکھایا، میرا رب وہ ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، میرا رب وہ ہے کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاء بخشتا ہے، میرا رب وہ ہے جس کے قبضہ میں میری موت ہے اور وہی میری موت کے بعد مجھے دوبارہ زندہ کرے گا، میرا رب وہ ہے جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت کے دن میرے گناہوں کو بخش دے گا۔

میری پاک طینت اور عفت مآب بہنوں!

سورۂ نمل کی آیات میں بھی اللہ تعالی کے اوصاف و کمالات کا نہایت جامع انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے ﴿أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً، فَأَنْبَتْنا بِهِ حَدائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ، مَاكَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا﴾ (النمل: ٦٠) یعنی اللہ تعالی نے ہی آسمان وزمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آسمان سے بارش نازل کی، پھر اس بارش کے ذریعہ خوش نما باغات اور درختوں کو پیدا کیا جن درختوں کو تم نہیں اگا سکتے تھے ﴿أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَها أَنْهَارًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا﴾ (النمل: ٦١) یعنی وہی وہ ذات ہے جس نے زمین کو ٹھہرنے کے لائق بنایا اور اس زمین کے درمیان نہریں اور ندیاں بنائیں، اور اس زمین کے ٹھہرنے کے لیے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان آڑ بنا دیا (تا کہ میٹھا اور کڑوا پانی الگ الگ رہے)۔

﴿أَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ إذا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ﴾ (النمل: ٦٢) یعنی اللہ تعالی ہی بے قراروں اور پریشان زدہ لوگوں

کی پکار کو سنتا ہے جب کوئی اس کو پکارتا ہے، اور وہی اس کی پریشانیوں کو دور کرتا ہے اور اس کو زمین میں صاحب اختیار بناتا ہے ﴿أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَى رَحْمَتِهِ﴾ (النمل: ٦٣) یعنی اللہ تعالیٰ ہی تمہیں جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں راستہ دکھاتا ہے اور بارش نازل کرنے سے پہلے ایسی ہواؤں کو بھیجتا ہے جو بارش نازل ہونے کی علامت ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے انسان اس سے خوش ہوتا ہے۔

اللہ کی وفا شعار اور فرماں بردار بہنوں!

قرآن مجید کے علاوہ اس کائنات میں بھی بے شمار چیزیں ایسی ہیں جن میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پالنہار عظیم قدرت اور لازوال صفات کا مالک ہے، چنانچہ آسمان وزمین کی بناوٹ، اس میں رات دن کا الٹ پھیر، اپنے اپنے وقت پر سورج اور چاند کا نکلنا، پانی کا بادلوں کی شکل میں جم کر بنجر زمین پر برسنا، پھولوں میں رنگت وخوشبو اور پھلوں میں شیرینی وچاشنی کا ہونا؛ یہ ساری چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خدا کی ذات عظیم الشان ہے اور وہ بے پناہ قوت وطاقت کا مالک ہے۔

لہذا اے میری ماؤں اور بہنوں!

جس ذات کے اندر مذکورہ بالا اوصاف وکمالات موجود ہیں وہی ذات صرف اس کے سزاوار ہے کہ اس کی بارگاہ میں سجدہ کیا جائے، وہی ذات اس لائق ہے کہ اس کے سامنے اپنی پیشانی خم کیا جائے، وہی رب اس کا مستحق ہے کہ مصیبت اور پریشانی کے عالم میں اس کو پکارا جائے اور اپنا دکھڑا صرف اسی کو سنایا جائے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سبھوں کو اپنی حقیقی معرفت نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین



رسول اکرم کی شانِ اقدس

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنْ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى فَخْرِ الاَنْبِيَاءِ وَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ، مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنْ. أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ. (سورة الانشراح: ۴)

میری قابل صد احترام سہیلیوں!

آج کی اس بارونق اور پر نور محفل میں آپ طالبات کے سامنے میں اس مقدس ہستی کا تذکرہ کرنا چاہتی ہوں جن کے لئے یہ بزم ہستی سجائی گئی ہے، جن کے سر اقدس پر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا ہے، جنہیں سید الاولین والآخرین کے لقب سے نوازا گیا ہے، جنہیں شافعِ محشر کا اعزاز عطا کیا گیا ہے، جن کو ساقیِ کوثر کے منصب عظیم سے سرفراز کیا گیا ہے، جن کو معراج کی رات سارے نبیوں کی امامت کا شرف حاصل ہوا ہے، جن کی امت کو دنیا کی بہترین امت کہا گیا ہے، جن کے نام کو اللہ تعالی نے اپنے نام کے ساتھ ہر جگہ ذکر کیا ہے، یعنی آج میں آپ کے سامنے مدنی تاجدار، آقائے نامدار، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، کشتیِ ملت کے کھیون ہارے، کونین میں سب سے انوکھے سب سے نرالے، رب العالمین کے دلارے، عبدالمطلب کی آنکھوں کے تارے، دائی حلیمہ کے جگر پارے، عبداللہ کے لخت جگر، آمنہ کے نور نظر، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس کو بیان کرنا چاہتی ہوں۔

ناموس رسالت کی علم بردار بیٹیوں!

نبی اکرم ﷺ کی شانِ اقدس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالی نے قرآن مقدس کی بے شمار آیات میں آپ ﷺ کے اوصاف وکمالات، اخلاق واطوار اور حسن و جمال کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ کی رحمت کو بیان کرتے ہوئے

قرآن کہتا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاکَ اِلا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۱۰۷) اے نبی! ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم: ۴) اے نبی! بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو بیان کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ (سورۃ النساء ۱۱۳) اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل وکرم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (سورۃ النساء: ۸۰) جس آدمی نے رسول اکرم کی اطاعت کی تو حقیقت میں اس نے اللہ کی اطاعت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی بلندی کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿اِنَّا أَعْطَيْنَاکَ الْكَوْثَرَ﴾ (الکوثر: ۱) اے نبی! ہم نے آپ کو حوض کوثر عطا کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امتیوں سے بے پناہ محبت اور لگاؤ کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَنْ لايَكُوْنُوا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورۃ الشعراء: ۳) اے نبی! ایسا لگتا ہے کہ آپ ان کافروں کے ایمان نہ لانے کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (الفرقان: ۵۶) اے نبی! ہم نے آپ کو خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب: ۴۰) محمد اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں، الغرض! اس قسم کی بے شمار آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے اوصاف وکمالات کا نہایت ہی دلکش انداز میں تذکرہ کیا ہے، جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ورفعت اور بلندیِ مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جامعہ ہذا کی پاک طینت شہزادیوں!

رسول اکرم ﷺ کی شانِ اقدس اس سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ صحابۂ کرام کی مقدس اور پاکیزہ جماعت نے بھی آپ ﷺ کی خوب مدح سرائی کی ہے اور آپ ﷺ کی روشن زندگی کے ہرایک پہلو پر تفصیل سے گفتگو کی ہے، چنانچہ آپ ﷺ کی صداقت و دیانت اور سچائی و امانت داری کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت علی فرماتے ہیں ﴿كَانَ اَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً﴾ (شمائل ترمذی) یعنی آپ ﷺ گفتگو کے اعتبار سے سب سے سچے تھے، آپ ﷺ کی شرم وحیاء کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں ﴿كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً ا مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا﴾ (بخاری: ۶۱۱۹) یعنی آپ ﷺ باپردہ کنواری لڑکی سے زیادہ شرم وحیاء کرنے والے تھے، آپ ﷺ کی سخاوت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں ﴿كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ﴾ (بخاری: ۶) یعنی آپ ﷺ مال و دولت خرچ کرنے میں تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے، آپ ﷺ کی شفقت و رحمت اور عمدہ صفات کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی چہیتی بیوی حضرت عائشہ فرماتی ہیں ﴿لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَ لَا صَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَعْفُوْا وَيَصْفَحُ﴾ (ترمذی: ۲۰۱۶) یعنی آپ ﷺ بیہودہ اور بری بات کہنے والے نہ تھے اور نہ ہی بازاروں میں شور کرنے والے تھے، آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ آپ ﷺ معافی اور درگذر سے کام لیتے تھے، آپ ﷺ کے حسن و جمال اور اوصاف و کمالات کا ذکر کرتے ہوئے مشہور صحابی حضرت حسان بن ثابت فرماتے ہیں:

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي — وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً امِنْ كُلِّ عَيْبٍ — كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

میری آنکھوں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین آدمی نہیں دیکھا، کسی عورت نے آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت بچہ نہیں جنا، آپ ﷺ تمام عیبوں سے اس طرح پاک و صاف پیدا کئے گئے ہیں، گویا کہ آپ ﷺ اپنی چاہت کے مطابق پیدا کئے گئے ہیں۔

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

قرآنی آیات اور صحابۂ کرام کے اقوال سے یہ بات ظاہر ہوچکی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اخلاق و مروت کے اعتبار سے دنیا میں سب سے افضل تھے، اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھے تھے، لوگوں سے میل جول اور قوم کے ساتھ رہن سہن کے اعتبار سے سب سے معزز تھے، پڑوسیوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والے تھے، عیب کے کاموں سے دور رہنے والے تھے، سب سے سچے اور سب سے امانت دار تھے اور سب سے بڑھ کر حسین و جمیل تھے۔

لہذا اے میری ماؤں اور بہنوں!

اپنے دل میں رسول اکرم ﷺ کی ایسی محبت پیدا کرو جو دنیوی تمام محبتوں سے بڑھ کر ہو، ایسی محبت پیدا کرو جو رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی ہو، ایسی محبت پیدا کرو کہ خدا کے بعد اس درجہ کی محبت میں کوئی شریک نہ ہو، ایسی محبت پیدا کرو جو اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر ہو، ایسی محبت پیدا کرو جس میں وارفتگی، جاں نثاری اور خود سپردگی ہو، ایسی محبت پیدا کرو جس کا سایہ رسول اکرم ﷺ کے تمام متعلقین تک وسیع ہو، ایسی محبت پیدا کرو کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے اپنی جان قربان کرنا، اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد کو نچھاور کرنا اور اپنی عزت و آبرو کو تختۂ دار پر چڑھانا آسان ہو لیکن کسی بھی قیمت پر اپنے آقا سے تعلق اور احترام و محبت سے محرومی گوارہ نہ ہو، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں میں نبی اکرم ﷺ کی ایسی ہی محبت پیدا فرمادے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

نماز کے فضائل وفوائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِیْنْ. وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنْ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنْ، مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ أجْمَعِیْنْ. أمّا بَعْدْ! فَأعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کانَتْ عَلَی الْمُؤمِنِیْنَ کِتابًامَّوْقُوْتًا. (النساء: ۱۰۳)

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

آج میں آپ کے سامنے اسلام کی اس عظیم الشان عبادت کے فضائل وفوائد کا تذکرہ کرنا چاہتی ہوں جس پر اسلام کی پوری عمارت کی بنیاد ہے، جو اسلام کے پانچ ستونوں میں سے ایک اہم ستون اور اسلام کے پانچ ارکانوں میں سے ایک اہم رکن ہے، جس کو آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مؤمنوں کی معراج قرار دیا ہے، جس کو اللہ کے حبیب ﷺ نے ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی عبادت قرار دیا ہے، جو معیارِ انسانیت، شان بندگی اور وقار زندگی ہے، اس مقدس اور عظیم عبادت کو ہم ''نماز'' کے نام سے جانتے ہیں۔

گلشن اسلام کی نوشگفتہ کلیوں!

قرآن وحدیث میں ایمان کے بعد جس درجہ نماز کی تاکید آئی ہے اور قرآن و حدیث میں نماز پڑھنے کے جو فضائل وفوائد اور نماز چھوڑنے پر جو وعیدیں اور سزائیں بیان کی گئیں ہیں کسی اور عمل کے بارے میں اس قدر فضائل اور وعیدوں کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے، بعض علماء کے مطابق اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ۸۰/ سے زائد مرتبہ نماز کا تذکرہ کیا ہے، بعض آیات میں نماز کی فضیلت اور اس کے شرعی حکم کو بیان کیا ہے تو بعض آیتوں میں نماز چھوڑنے پر وعیدیں بیان کی ہیں، چنانچہ نماز کی فرضیت بیان کرتے ہوئے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَأَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَآتُوا

الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ﴾ (البقرة:۴۳) کہ اے مسلمانوں! نماز قائم کرو یعنی نماز کو اس کے فرائض و واجبات، سنن و مستحبات اور وقت کی پوری پابندی کے ساتھ پڑھو، زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو، دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النساء:۱۰۳) بے شک نماز مسلمان مرد و عورت پر مقررہ وقتوں میں فرض ہے۔

جامعہ ہذا کی ہونہار اسلامی بہنوں!

قرآن و حدیث میں نماز کے بے شمار فضائل و فوائد بیان کیے گئے ہیں، چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں ﴿اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (عنکبوت:۴۵) بلاشبہ نماز وہ عبادت ہے جو انسان کو بے حیائی اور برے کاموں سے بچاتی ہے، دوسری آیت میں اللہ رب العزت مسلمانوں کو نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَاسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةْ﴾ (البقرة:۴۵) کہ صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالی سے مدد طلب کرو، تیسری آیت میں اللہ تعالی نے نماز کو دشمنوں کا خوف ختم کرنے والی اور اطمینان وسکون کی زندگی عطا کرنے والی عبادت قرار دیا ہے، ارشاد ربانی ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ، وَلَا خَوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرة:۲۷۷) اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ بے شک جنھوں نے ایمان لایا اور نیک عمل کیا، نماز قائم کیا اور زکوۃ دیا تو ان کے لئے ان کے رب کے پاس اس کا اجر ہے، انھیں کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ لوگ غمگین ہوں گے، چوتھی آیت میں نمازیوں کو کامیابی کا مژدہ سناتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ، أَلَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنْ﴾ (المومنون:۱،۲) بلاشبہ وہ مومن کامیاب ہیں جو نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں، پانچویں آیت میں اللہ تعالی نمازیوں کو جنت الفردوس کی بشارت

دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ، أُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ، اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ، هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾ (المومنون: ۹۔۱۱) کہ جو لوگ اپنی نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں وہی لوگ حقیقی وارث ہیں، وہ جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ الغرض! اس قسم کی بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالی نے نماز کے مختلف فضائل وفوائد کا تذکرہ کیا ہے۔

میری پاک طینت اور پاکباز بہنوں!

قرآن مجید کے بعد نبی اکرم ﷺ نے بھی بے شمار احادیث میں نماز کے مختلف فوائد کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور درختوں پر سے پتے گر رہے تھے، آپ ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی تو اس کے پتے اور زیادہ گرنے لگے، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ تعالی کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں (مسند احمد، ۲۱۵۵۶)

دوسری حدیث میں نماز کے بے شمار دینی ودنیوی فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس خوبیاں ہیں: نماز چہرہ کی رونق ہے، نماز دل کا نور ہے، نماز بدن کی راحت اور تندرستی کا سبب ہے، نماز قبر میں مسلمانوں کے دل کو بہلاتی ہے اور قبر کی تنہائی سے بچاتی ہے، نماز پڑھنے کی وجہ سے مسلمانوں پر اللہ تعالی کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، نماز جنت کی کنجی ہے، نماز کی وجہ سے انسان کے نیکیوں کا پلڑا بھاری رہتا ہے، نماز کے ذریعہ اللہ تعالی کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، نمازی انسان کو قیامت کے دن اللہ تعالی جنت عطا فرمائیں گے اور دوزخ سے اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ (فضائل اعمال: فضائل نماز: ۳۶)

جامعہ ہذا کی نوشگفتہ پھولوں!

قرآن وحدیث میں جس طرح نماز پڑھنے کے فضائل وفوائد کا ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح نماز چھوڑنے پر وعیدیں اور سزائیں بھی بیان کی گئیں ہیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ﴿وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (البقرة:۴۳) کہ اے مسلمانوں! نماز قائم کرو اور (نماز چھوڑ کر) مشرکوں میں سے مت بنو، اللہ کے حبیب رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، ﴿لا تَتْرُكُوا الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدِيْنَ، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ﴾ (رواه الشاشي في مسنده: ۱۳۰۹) یعنی تم لوگ جان بوجھ کر نماز مت چھوڑو، اس لیے کہ جو شخص جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دے تو وہ مذہبِ اسلام سے خارج ہے، اس لیے میری ماؤں اور بہنوں!

اب بھی وقت ہے، ہوش میں آؤ، اپنا محاسبہ کرو اور نماز کی پابندی شروع کردو، کیوں کہ آج آپ کے پاس گناہوں سے توبہ کا موقع ہے، آج آپ کی صحت بنی ہوئی ہے، آج آپ کا سر خدا کی دربار میں بغیر کسی پریشانی ومشقت کے جھک سکتا ہے، آج آپ کے پاس گناہوں کی تلافی کا موقع ہے، لیکن کل جب یہ اختیار باقی نہیں رہے گا، کل جب غفلت کا پردہ اٹھ چکا ہوگا، کل جب توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہوگا، کل جب اپنی بے بسی اور بیکسی پوری طرح روشن ہو چکی ہوگی، کل جب تلافی کی کوئی صورت باقی نہ ہوگی، تو سوائے افسوس کے آپ کو کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، سوائے حسرت وندامت کے آپ کچھ نہیں کر پائیں گی، شدتِ افسوس سے انگلیاں کاٹنے کے علاوہ آپ کے پاس کوئی چارہ نہیں ہوگا، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سبھوں کو پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

علم کی فضیلت واہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعالَمِيْنْ. وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنْ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنْ، مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنْ. أَمَّا بَعْدْ! فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوتُواالْعِلْمَ دَرَجَات. (سورة المجادله: ۱۱)

علم دل کا سرور ہوتا ہے چشم بینا کا نور ہوتا ہے
علم سے رنج وغم دور ہوتا ہے دل کو حاصل سرور ہوتا ہے

میری قابل صد احترام سہیلیوں!

آپ ﷺ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو یہ دنیا ہر طرح کی برائیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی، کوئی برائی ایسی نہ تھی جو پوری دنیا بالخصوص عرب سماج میں نہ پائی جاتی ہو، کفر وشرک عام تھا، سینکڑوں دیویوں اور دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی، لوگوں کی جان محفوظ تھی نہ مال اور نہ ہی عزت وآبرو، ظلم وجور اور تشدد کی کوئی انتہا نہ تھی، بے شرمی اور جہالت کا یہ حال تھا کہ لوگ خانۂ کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کیا کرتے تھے۔

ان حالات میں اللہ تعالی حضور اکرم ﷺ کو نبی ورسول بنا کر بھیجتے ہیں تو بظاہر یہ خیال ہوتا ہے کہ قرآن کی پہلی آیت میں شرک کی تردید، بتوں کی بے بسی اور ایک خدا پر ایمان لانے کا تذکرہ ہو جو قرآن کی دعوت کا خلاصہ ہے، یا قرآن کی پہلی آیت میں آخرت کا ذکر ہو جو ایمان کی اصل بنیاد ہے، یا قرآن کی پہلی آیت میں نبوت ورسالت کا اعلان ہو جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے، یا قرآن کی پہلی آیت میں ظلم وتشدد اور حسد وکینہ کی مذمت بیان کی جائے جو عرب سماج کے مزاج میں داخل ہو چکی ہے، لیکن میں قربان جاؤں اسلام کے نظام تعلیم پر کہ قرآن کی پہلی آیت میں اللہ تعالی پوری انسانیت کو تعلیم کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اِقْـرَأ بِـاسْـمِ رَبِّکَ الَّـذِی خَـلَـقْ، خَـلَـقَ الاِنْسَـانَ مِـنْ عَـلَقٍ، اِقْرَأوَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ، اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. (سورۃ العلق: ۱۔۴)

پڑھئے اپنے اس رب کے نام سے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی۔

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

ان آیات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام کی پہلی وحی اور خدا کے پہلے پیغام میں انسانیت کو جس بات کی دعوت اور جس عمل کی ترغیب دی گئی ہے وہ تعلیم ہے، کیوں کہ تعلیم انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک اہم ضرورت ہے جس کے بغیر انسان ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا ہے، کسی بھی قوم اور معاشرہ کے لئے تعلیم ہی اعزاز کا باعث ہوا کرتی ہے، تعلیم ہی وہ چیز ہے جو انسان کو دوسری تمام مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے، تعلیم ہی کی بدولت کوئی بھی قوم دنیا میں قیادت کے منصب کو حاصل کر سکتی ہے، تعلیم ہی سے عقل وشعور کی سطح اونچی ہوتی ہے، تعلیم ہی سے انسان کا اخلاقی معیار بلند ہوتا ہے، تعلیم ہی وہ سرچشمہ ہے جس سے تمام بھلائیاں پھوٹتی اور تمام برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے، الغرض! انسانی زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں تعلیم کی ضرورت نہ پڑتی ہو۔

ملت اسلامیہ کی غیور بیٹیوں!

علم کی فضیلت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا کی برگزیدہ ہستیاں انبیاء کرام کی جماعت علم ہی کی وجہ سے عظیم مرتبہ اور مقام پر فائز ہوئی ہیں، چنانچہ اسی علم کی بدولت اللہ تعالی نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت آدم کو سجدہ کریں، قرآن کہتا ہے ﴿وَعَـلَّمَ آدمَ الأَسْمَاءَ کُلَّهَا﴾ (البقرۃ:۱۳) اللہ تعالی نے حضرت آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھلا دیئے، یہی وہ علم ہے جس کی بدولت حضرت یوسف علیہ السلام غلامی کی زنجیر سے نکل کر مصر کے تخت پر فائز ہوئے، قرآن کہتا ہے ﴿وَیُعَـلِّـمُکَ مِنْ تاوِیلِ

الاَحَادِیثِ﴾(یوسف:۶) اللہ تعالی نے حضرت یوسف کو خواب کی تعبیر کا علم عطا کیا تھا، یہی وہ علم ہے جس کی بدولت ایک ولی حضرت خضر کو ایک جلیل القدر نبی حضرت موسی کلیم اللہ کا استاذ بننے کا شرف حاصل ہوا، قرآن کہتا ہے ﴿وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ (الکھف:۶۵) ہم نے خضر کو اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا، یہی وہ علم ہے جس سے نبی اکرم ﷺ کو سرفراز کرنے کے بعد اللہ تعالی نے اس کو فضل عظیم قرار دیا، ارشاد ربانی ہے ﴿وَعَلَّمَکَ مالَمْ تکُنْ تعْلَمْ،وَکانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیکَ عَظِیْمًا﴾ (النساء:۱۱۳) اللہ نے آپ کو ان چیزوں کا علم عطا کیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالی کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے۔

آقا سے محبت کرنے والی بہنوں!

علم کی انھیں فضیلتوں کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے اپنے بے شمار اقوال میں علم سیکھنے کی ترغیب اور طلبِ علم کی فضیلت و اہمیت کو بیان کیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ علم کو ضروری قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ﴾ (ابن ماجہ:۲۲۴) علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، آپ ﷺ علم سیکھنے اور سکھلانے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے ارشاد فرماتے ہیں: ﴿تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوہُ النَّاسَ﴾(سنن الدارمی:۲۲۷) علم سیکھو اور دوسرے لوگوں کو علم سکھاؤ، آپ ﷺ طلب علم کے سفر کو جہاد کے سفر سے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿مَنْ خَرَجَ فِی طَلَبِ الْعِلْمِ فَھُوَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرْجِعَ﴾(ترمذی:۲۶۴۷) جو شخص علم کی تلاش میں نکلے تو وہ اللہ کے راستے میں ہے حتی کہ وہ اپنے گھر لوٹ جائے، آپ ﷺ علم کی خاطر سفر کرنے پر جنت کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿مَنْ سَلَکَ طَرِیقاً یَلْتَمِسُ فِیہِ عِلْماً سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ طَرِیقاً اِلَی الْجَنَّۃِ﴾ (ترمذی:۲۶۴۶) جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر

چلے تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت کے راستے کو آسان بنادیں گے، آپ ﷺ علم سیکھنے کو گناہوں کا کفارہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كانَ كَفّارَةً لِما مَضٰى﴾ (ترمذی: ۲۶۴۸) جو شخص علم حاصل کرے تو اس کے گذشتہ صغیرہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے، آپ ﷺ نفلی نماز پر علم کو فوقیت دیتے ہوئے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں کہ اے ابوذر! کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھنا تمہارے لئے سو رکعات نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور علم کا ایک باب سیکھنا تمہارے لئے ایک ہزار رکعات پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ: ۲۱۹)

میری پاکباز اور عفت مآب بہنوں!

علم ایک ایسی روشنی ہے جو اندھیرے میں بھٹکنے والے کی صحیح رہنمائی کرتی ہے، علم ایک ایسی خوشبو ہے جو انسان کے ذہن ودماغ کو ہمیشہ معطر رکھتی ہے، علم وہ موتی ہے جس کی چمک کبھی ماند نہیں پڑتی ہے، علم وہ پھول ہے جو کبھی مرجھاتا نہیں ہے، علم وہ دولت ہے جو انسان کو زندگی بھر کے لیے مالا مال کردیتی ہے، علم وہ ڈھال ہے جو جہالت سے انسان کی حفاظت کرتی ہے، علم انبیاء کرام کی وراثت ہے اور علم ہی کی بدولت انسان راہِ حق پر گامزن رہ سکتا ہے۔

گلشن اسلام کی نوشگفتہ کلیوں!

اخیر میں اس پیغام کے ساتھ میں اپنی بات مکمل کرتی ہوں کہ ہمارے پاس رہائش کے لئے گھر ہو یا نہ ہو، زندگی بسر کرنے کے لئے مال ودولت ہو یا نہ ہو، تن چھپانے کے لئے کپڑا ہو یا نہ ہو، الغرض! ہم جس حال میں بھی ہوں اور جن تکالیف سے بھی دوچار ہوں ہمیں ان تمام حالات میں سب سے پہلے اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کی فکر کرنی چاہئے، اللہ ہم سبھوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

قرآن مجید کی خصوصیات

أَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ، وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنْ، أَمَّا بَعْدُ: !فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ: الٓمّٓ، ذٰلِكَ الْكِتَابُ لا رَيْبَ فِيْهِ، هُدًى لِلْمُتَّقِيْنْ. (سورة البقرة: ۱، ۲)

میری قابل احترام سہیلیوں!

آج میں آپ کے سامنے اس مقدس اور بابرکت کتاب کا تذکرہ کرنا چاہتی ہوں جو خیر و برکت سے مالامال اور ہدایت و حکمت سے لبریز ہے، جو شک و شبہ سے بالاتر اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی کتاب ہے، جو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر شمع ہدایت سے منور کرنے والی کتاب ہے، جو خدا تعالی کا کلام اور حقانیتِ اسلام کی واضح دلیل ہے، جو کتاب خدا تعالی کی وحدانیت کے فیضان کو عام کرنے کا ذریعہ ہے، جو کتاب ظلمت و جہالت، کفر و شرک اور تمرد و سرکشی سے دور رکھنے کا آلہ ہے، جو کتاب خیر و شر، حلال و حرام اور جائز و ناجائز کے درمیان امتیاز کرنے کا ایک بے مثال اور منفرد واسطہ ہے، جس مقدس اور پاکیزہ کتاب کو دنیا ”قرآن مجید“ کے نام سے جانتی ہے۔

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

قرآن مجید اللہ تعالی کی وہ بے مثال اور لازوال کتاب ہے جو رب ذوالجلال نے اپنے مقرب فرشتے حضرت جبرئیل کے ذریعہ صرف ۲۳ رسال کی قلیل مدت میں آپ ﷺ پر نازل فرما کر پوری دنیا میں وہ عظیم انقلاب برپا کر دیا کہ آج تک کوئی بھی شاعر، کوئی بھی مصنف، کوئی بھی ادیب، کوئی بھی خطیب اور کوئی بھی فصیح اللسان شخص نہ تو اس جیسی کتاب لکھ سکا ہے، نہ اس جیسی ایک سورت لکھ سکا ہے اور نہ ہی اس جیسی ایک آیت لکھ سکا ہے، نہ کل لکھ سکا تھا، نہ آج لکھ رہا ہے اور نہ ہی قیامت تک کوئی لکھ

سکے گا، اس لئے کہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ خصوصیات وامتیازات حاصل ہیں جو دنیا کی کسی بھی کتاب کو حاصل نہیں ہیں۔ آیئے! ہم قرآن مجید کی چند خصوصیات کا خود قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں۔

اللہ کی فرماں بردار اسلامی بہنوں!

قرآن مجید اپنے بلند مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ (سورۃ الواقعہ: ۸۰) اور کہیں کہتا ہے ﴿تَنْزِیْلُ الْکِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ﴾ (سورۃ الجاثیہ: ۲) یعنی میں اس اللہ کا کلام ہوں جو رب العالمین، زبردست غلبہ والا اور حکیم ہے، قرآن مجید اپنی حقانیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿ذٰلِکَ الْکِتَابُ لا رَیْبَ فِیْهِ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲) میں ایسی کتاب ہوں جس میں شک وشبہ کی بالکل گنجائش نہیں ہے، قرآن مجید اپنی پاکیزگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿لایَمَسُّهٗ اِلاالْمُطَهَّرُوْنَ﴾ (سورۃ الواقعہ: ۷۹) کوئی بھی شخص بغیر وضو کے مجھے نہیں چھوسکتا ہے، قرآن مجید اپنی رحمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقرْآنِ ماهُوَ شِفاءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِلْمُوْمِنِیْنَ﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۸۲) میں مومنوں کو شفاء بخشنے والی اور رحمت والی کتاب ہوں، قرآن مجید اپنی طاقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿لایَأْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لامِنْ خَلْفِهٖ﴾ (سورۃ حم السجدہ: ۴۲) باطل افکار ونظریات نہ تو سامنے سے مجھ میں داخل ہوسکتے ہیں اور نہ ہی پیچھے سے، قرآن مجید اپنی فصاحت وبلاغت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی أنْ یَأْتُوا بِمِثْلِ هٰذاالْقُرْآنِ لا یَأْتُونَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۸۸) دنیا کے سارے انسان وجنات ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اور ایک دوسرے کا مددگار بن کر بھی مجھ جیسی کتاب نہیں لکھ سکتے ہیں، قرآن اپنے احکامات

وہدایات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿قُلْ مَایَکُونُ لِی أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَائِ نَفْسِی﴾ (سورۃ یونس: ۱۵) میری آیات وہدایات اوراحکامات میں تبدیلی کرنے کا اختیار کسی کو بھی نہیں ہے، قرآن مجید اپنی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿وَاِذا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوالَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْن﴾ (سورۃ الاعراف: ۲۰۴) جب مجھے پڑھا جائے توتم خاموش ہوجاؤاور مجھے غور سے سنو، ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ سے تم پراللہ تعالی کی رحمتیں نازل ہوں، قرآن مجید اپنے دوام اور بقاء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنْ﴾ (سورۃ الحجر: ۹) میں قیامت تک محفوظ رہنے والی کتاب ہوں۔

میری قابل اکرام ماؤں اور بہنوں!

جب ہم قرآن مجید کی خصوصیات وامتیازات کی طرف نظر کرتی ہیں تو ہمیں چڑھتے سورج کی طرح یقین ہوجاتا ہے کہ قرآن وہ مقدس کتاب ہے جو رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے سراپاہدایت ورحمت ہے، قرآن وہ عظیم الشان کتاب ہے جس نے رسول کی رسالت کواعزاز بخشا، قرآن وہ معجزاتی کتاب ہے جس کی برکت سے جنات وشیاطین کا آسمانوں پر جانا بند ہوا، قرآن وہ بے مثال کتاب ہے جوصداقت و دیانت، بھلائی وخیرخواہی، بھائی چارگی وغم گساری، صلح وآشتی، تواضع وانکساری، تقوی و پرہیزگاری کا درس دیتا ہے، قرآن وہ زندۂ جاوید کتاب ہے جس کی تلاوت سے انسان ہشاش بشاش رہتا ہے، جس کی تلاوت سے ذہن بڑھتا ہے، جس کی تلاوت سے حافظہ مضبوط ہوتا ہے، جس کی تلاوت سے حلاوت ولذت اور مٹھاس حاصل ہوتی ہے، جس کی تلاوت سے قلب کا زنگ دور ہوتا ہے، جس کی تلاوت میں دلوں کے واسطے فرحت وبشاشت کا سامان ہے، قرآن وہ بے نظیر کتاب ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے ساری دنیا عاجز وقاصر ہے، قرآن وہ لازوال کتاب ہے جس کا مثل پیش

کرنے سے عرب کے فصیح و بلیغ اور زبان دانی کا دعوی کرنے والوں نے گھٹنے ٹیک دیئے، قرآن خزینۂ ہدایت کی وہ فقید المثال کتاب ہے جس نے گمراہی اور ظلم و جور کے دلدل میں عدل وانصاف قائم کر کے ظلم وزیادتی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

جامعہ ہذا کی نیک طینت اور ہونہار بہنوں!

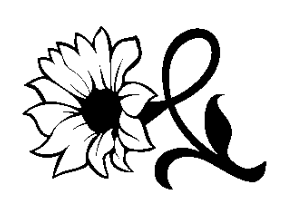
یہی وہ قرآن ہے جس نے کفر وشرک کے اندھیروں میں علم وعمل کا چراغ روشن کر کے پوری انسانیت کو زندگی بسر کرنے کا سلیقہ سکھلایا، یہی وہ قرآن ہے جس نے مغربی تہذیب وتمدن کا کلیجہ چاک کر کے اسلامی تہذیب سے پوری دنیا کو منور کیا، یہی وہ قرآن ہے جس نے اپنے فیضان و برکات سے پوری دنیا کو منور وتابناک کیا، یہی وہ قرآن ہے جس نے گونگوں کو زبان اور فصاحت و بلاغت کا امام بنادیا، یہی وہ قرآن ہے جس نے بدعملوں اور بدکرداروں کو تقوی کا پیکر اور عبادت کا خوگر بنادیا، یہی وہ قرآن ہے جس کی بدولت عرب کے بوریہ نشیں خانہ بدوشوں کو رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کے لقب سے نوازا گیا۔

ملت اسلامیہ کی غیور بیٹیوں!

اخیر میں اس پیغام کے ساتھ میں اپنی بات مکمل کرتی ہوں کہ اگر ہم ہدایت کی طلب گار ہیں اور سکون واطمینان والی زندگی چاہتی ہیں؛ تو ہمیں قرآن مجید کو اپنے سینے میں بسانا ہوگا، قرآن مجید کی تلاوت سے اپنے قلب کو منور کرنا ہوگا، اپنے بچوں کو قرآنی تعلیمات سے وابستہ کرنا ہوگا، تب ہی جا کر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالی ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَآخِرُ دعوانا أنِ الحَمدُ لِلّٰہ رب العالَمین.



موت کا بھیانک منظر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِیْنْ. وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنْ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنْ، مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ أجْمَعِیْنْ. أمَّا بَعْدْ! فَأعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ: کُلُّ نَفْسٍ ذائِقَۃُ الْمَوْتِ. (سورۃ آل عمران: ۱۸۵)

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

آج میں آپ کے سامنے ایک ایسے موضوع پر لب کشائی کرنے کی جسارت کررہی ہوں جس کے برحق اوراٹل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، جس کی صداقت پر دنیا کے کسی بھی خطے اور کسی بھی مذہب میں اختلاف نہیں ہے، جس کا مشاہدہ ہر انسان اپنے سر کی دونوں آنکھوں سے دن رات اپنے محلے اور گلی کوچوں میں کرتا رہتا ہے، جس کا انکار کرنا سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی، آسمان کی بلندی، زمین کی پستی، پہاڑ کی سختی، روئی کی نرمی، دن کے اجالے اور رات کے اندھیرے کا انکار کرنے کے برابر ہے، جس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے ﴿کُلُّ نَفْسٍ ذائِقَۃُ الْمَوْتِ﴾ (آل عمران: ۱۸۵) ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، جس کی حقیقت سورۂ رحمٰن میں یوں بیان کی گئی ہے ﴿کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ، وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلالِ وَالْاِکْرَامِ﴾ (سورۃ الرحمن: ۲۶، ۲۷) زمین پر رہنے والی ہر چیز فنا ہوجائے گی، صرف تیرے رب کی ذات باقی رہے گی جو بلند شان اور عظمت ورفعت والا ہے۔

میری قابل صد احترام سہیلیوں!

مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے چنگل سے دنیا کا کوئی بھی فرد، دنیا کی کوئی بھی قوم، دنیا کا کوئی بھی گروہ، دنیا کا کوئی بھی ملک اور دنیا کی کوئی بھی حکومت وسلطنت اپنے آپ کو نہیں بچاسکتی ہے، یہ آیتیں ہمیں بتارہی ہیں کہ موت

کے لمبے ہاتھ مسلمان سے لیکر کفار تک، انبیاء سے لیکر اولیاء تک، عالم سے لیکر جاہل تک، امیر سے لیکر غریب تک، مرد سے لیکر عورت تک، بچہ سے لیکر بوڑھا تک، عقلمند سے لیکر پاگل تک، انسان سے لیکر جانور تک ہر ایک کے پاس پہنچتے ہیں، ان آیتوں میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ موت نہ تو فرعون جیسے متکبر کو چھوڑتی ہے اور نہ ہی موسی جیسے کلیم اللہ کو بخشتی ہے، موت نہ تو نمرود جیسے کافر بادشاہ کو چھوڑتی ہے اور نہ ہی ابراہیم جیسے خلیل اللہ کو چھوڑتی ہے، موت کی نظر میں لقمان وارسطو جیسے حکیم اور ابوجہل وابولہب جیسا نادان سب برابر ہے، موت سے نہ تو اللہ کا نافرمان بندہ محفوظ رہا اور نہ ہی اس سے کائنات کی برگزیدہ ہستیاں محفوظ رہیں۔

ناموس رسالت کی علم بردار بیٹیوں!

اللہ رب العزت کی مقدس کتاب ''قرآن مجید'' بانگ دہل یہ اعلان کررہا ہے کہ موت کو کسی بھی چیز کے ذریعہ نہیں ٹالا جاسکتا ہے، فرمانِ باری ہے ﴿فَاِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (سورۃ النحل: ۶۱) پس جب ان کا وقت مقرر آجائے گا تو یہ لوگ اس سے ایک گھڑی نہ پیچھے ہوں گے اور نہ آگے ہوں گے، اس آیت میں اس حقیقت کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ جب انسان کی موت کا وقت آجاتا ہے تو دنیا کی کسی بھی چیز کے ذریعہ اس کو ٹال دینا، اس سے بھاگ جانا، اس سے بچ جانا اور اس سے اپنی جان چھڑا لینا ممکن نہیں ہے، کیوں کہ موت کو اگر حکومت کے ذریعہ ٹالنا ممکن ہوتا تو فرعون کو کبھی بھی موت نہیں آتی، موت کو اگر وزارت کے ذریعہ روکا جاسکتا تو ہامان اور محمود کو کبھی بھی موت نہیں آتی، موت کے چنگل سے اگر قوت وطاقت کے زور پر بچ جانا ممکن ہوتا تو رستم اور سہراب کبھی بھی نہیں مرتے، موت کو اگر حکمت و دانائی کے ذریعہ ٹالنا ممکن ہوتا تو لقمان اور ارسطو کو کبھی بھی موت نہیں آتی، موت اگر نبوت ورسالت کے ذریعہ رک جانے والی چیز ہوتی تو سرورِ کائنات کو کبھی بھی موت نہیں آتی۔

گلشن اسلام کی نو شگفتہ کلیوں!

اس حقیقت سے آگاہ ہو جاؤ کہ اس دارِ فانی سے ہر جاندار کو کوچ کر کے عالمِ آخرت کی طرف جانا ہے، اس حسین دنیا کو آباد کرنے والے ہر جاندار کو فنا ہونا ہے، اس کائنات میں بسنے والے ہر جاندار کو موت سے ہم آغوش اور موت کا کڑوا گھونٹ پینا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی بھی چیز کو بقاء اور دوام حاصل نہیں ہے۔

اس بات کو مت بھولو کہ موت بڑی خوفناک چیز ہے، دل دہلا دینے والی ہے، ہوش اڑا دینے والی ہے، اوسان خطا کر دینے والی ہے، لذتیں مٹا دینے والی ہے، چین و سکون ختم کر دینے والی ہے، راحت و آرام رخصت کر دینے والی ہے، شہروں کو ویران اور بستیوں کو اجاڑ دینے والی ہے، محلوں کو تباہ و برباد کر دینے والی ہے۔

اس حقیقت سے غافل مت رہو کہ موت باپ اور بیٹے میں، ماں اور بیٹی میں، بھائی اور بہن میں، شوہر اور بیوی میں، عاشق اور معشوق میں، استاذ اور شاگرد میں، رعایا اور حاکم میں تفریق اور جدائیگی کر دینے والی ایک بے رحم چیز ہے۔

اس بات سے اچھی طرح خبردار ہو جاؤ کہ موت کی نظر میں نہ امیر و غریب کی تفریق ہے، نہ بادشاہ و رعایا کی، نہ حاکم و محکوم کی، ہر ایک کو اسی خاک میں سونا ہے، ہر ایک کو انھیں مراحل سے گذرنا ہے، ہر ایک کی سانس اکھڑنے والی ہے، ہر ایک پر عالم نزع طاری ہونے والا ہے، ہر ایک کے ہاتھ پاؤں کی طاقت جواب دینے والی ہے، ہر ایک کے دل کی دھڑکن بند ہونے والی ہے، ہر ایک سے اس کا محبوب جدا ہونے والا ہے، ہر ایک کے پاس سے اس کا مال اور اس کی دولت ختم ہونے والی ہے، ہر ایک کو وحشت و تنہائی کے گھر، سانپ اور بچھوؤں کے گھر یعنی قبر سے سابقہ پڑنے والا ہے۔

جامعہ ہذا کی ہونہار بہنوں!

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ زمین ہر دن یہ اعلان کرتی ہے کہ اے آدم کی

اولاد! تو میری پیٹھ پر چل رہا ہے مگر تیرا ٹھکانہ میرا پیٹ ہے، تو میری پیٹھ پر گناہ کر رہا ہے مگر تجھے عذاب میرے پیٹ میں ہوگا، تو میری پیٹھ پر خوب ہنس رہا ہے مگر میرے پیٹ میں آکر اسی طرح رونا ہے، تو میری پیٹھ پر خوب خوشیاں منا رہا ہے مگر میرے پیٹ میں غمگین رہے گا، تو میری پیٹھ پر خوب شوق سے مال جمع کر رہا ہے مگر میرے پیٹ میں ندامت اٹھائے گا، تو میری پیٹھ پر آرام سے حرام مال کھا رہا ہے مگر میرے پیٹ میں تجھے کیڑے کھانے پڑیں گے، تو میری پیٹھ پر تکبر سے چل رہا ہے مگر میرے پیٹ میں تو ذلیل اور رسوا ہوگا، تو میری پیٹھ پر بڑے سرور اور فخر یہ انداز سے چل رہا ہے مگر میرے پیٹ میں تو مغموم اور پریشان رہے گا، تو میری پیٹھ پر روشنی میں چل رہا ہے مگر میرے پیٹ میں تجھے اندھیرے میں رہنا ہوگا، تو میری پیٹھ پر مجمعوں میں رہتا ہے مگر میرے پیٹ میں تجھے تنہا رہنا ہوگا۔

اس لیے میری قابل اکرام ماؤں اور بہنوں! اب ہوش میں آجاؤ! غفلت کی زندگی سے توبہ کرلو، اللہ کی ذات سے محبت کرلو، اس فانی زندگی کے جھمیلوں میں پڑ کر اپنی دائمی زندگی کو برباد مت کرو، کیوں کہ یہ حسین ورنگین دنیا، یہ عیش وعشرت کے سامان، یہ بارونق بازار، یہ نظر کو خیرہ کرتی ہوئی تہذیب، یہ بھڑکیلے لباس، یہ چمچماتے زیورات، یہ ہنستے مسکراتے اور قہقہے لگاتے چہرے، یہ عالیشان عمارتیں، یہ آسمان کو چھوتی ہوئی بلڈنگیں، یہ اونچے اونچے محلات، یہ حویلیاں اور بالاخانے، یہ پھولوں اور پھلوں سے لدے ہوئے باغات، یہ وسیع وعریض شاہراہیں، یہ لمبی چوڑی سڑکیں، یہ سیر وتفریح اور کھیل کود کے میدان، الغرض! دنیا کی جتنی بھی حسین، دلفریب اور دلکش چیزیں ہمیں نظر آرہی ہیں وہ ایک نہ ایک دن ختم ہونے والی ہیں، اس لیے ان چیزوں سے دل مت لگاؤ، بلکہ مرنے سے پہلے موت کی تیاری کرلو، اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَما عَلَيْنا اِلَّا الْبَلاغُ الْمُبِيْنُ

اسلام میں عورت کا مقام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ. أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (النساء: ۱۹)

ملت اسلامیہ کی غیور بیٹیوں!

آج پوری دنیا میں اسلام کے خلاف سازشیں رچنے والے، قرآنی دستور پر انگلیاں اٹھانے والے، حقوق نسواں کے نام نہاد علم بردار اور آزادیِ نسواں کا دلفریب نعرہ بلند کرنے والے حضرات؛ اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں عورت کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں ہے، اسلام عورتوں کی آزادی کا دشمن ہے، اسلامی معاشرہ میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اسلام نے عورت کو پردہ کی زنجیر میں باندھ کر اسے گھروں میں قید کر کے رکھ دیا ہے اور اس کی فطرتِ آزادی کو چھین لیا ہے، الغرض! اس قسم کے بے شمار الزامات اسلام پر لگاتے ہیں، تو آیئے! آج کی اس مبارک اور پرنور محفل میں ہم انھیں اعتراضات کا تاریخ کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ مذہب اسلام نے عورت کو کیا عزت بخشی ہے اور اسلام سے پہلے دیگر مذاہب میں عورت کی کیا حیثیت تھی۔

میری نیک طینت اور عفت مآب بہنوں!

جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتی ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے پوری دنیا اور تمام مذاہب میں عورتوں پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے جاتے تھے کہ جن کے بارے میں پڑھ کر ذہن و ضمیر کانپ اٹھتا ہے، جن کے بارے میں سوچ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، جن کی داستاں سن کر ایک دردمند انسان کا دل رنج و غم سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے۔

اسلام کی آمد سے قبل قدیم یونان میں عورت کو شیطان کی بیٹی اور نجاست کا مجسمہ

سمجھا جاتا تھا، وہ غلاموں اور جانوروں کی طرح بازاروں میں بیچی جاتی تھی، میراث میں عورت کا کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا، مال وجائداد کی طرح وراثت میں عورت بھی تقسیم ہوتی تھی، رومیوں نے عورت کو جانور کا مقام دیا تھا اور نکاح کو عورت کے خریدنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، معمولی معمولی قصور پر عورت کو قتل کردیا جاتا تھا، یہودیوں کا ایک گروہ عورت کو انسان ہی نہیں تصور کرتا تھا، ان کا خیال تھا کہ عورت جانوروں کی ایک شکل ہے جنہیں مردوں کی خدمت کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

(ندائے منبر ومحراب: ۲۸۳/۱، معارف القرآن: ۵۴۸/۱)

لیکن جب اسلام آیا تو دنیا بھر کی سَتائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا، وہ عورت جس کو جانوروں سے زیادہ حقیر سمجھا جاتا تھا نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا﴿حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا اَلنِّسَاءُ وَالطِّیْبُ﴾(سنن النسائی: ۳۹۳۹) یعنی میرے لئے دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوشبو کو محبوب بنائی گئی ہے، وہ عورت جو اپنی بے بسی اور بے کسی پر روتی اور بلبلاتی رہتی تھی اس کے ساتھ حسن سلوک اور مشفقانہ برتاؤ کا حکم دیتے ہوئے قرآن نے کہا﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾(سورۃ النساء: ۱۹) یعنی تم ان عورتوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی گذارو، وہ عورت جس کو یہودیوں کا ایک گروہ انسان بھی نہیں سمجھتا تھا اور جس کو معمولی قصور پر قتل کردیا جاتا تھا قرآن نے اس کی عظمت اور اس کے حقوق کو بیان کرتے ہوئے کہا﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲۲۸) یعنی جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں، ایسے ہی مردوں پر عورتوں کے حقوق بھی ہیں، وہ عورت جن کے زخموں پر مرہم رکھنے والا، جن کی فریاد کو سننے والا اور جن کی مظلومیت کے آنسو کو پونچھنے والا دور دور تک نظر نہیں آتا تھا نبی اکرم ﷺ نے مرتے وقت بھی ان کا خیال رکھا اور اپنی تمام امت کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا﴿اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا﴾(بخاری: ۳۳۳۱) کہ تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔

لیکن افسوس صد افسوس!!! جس اسلام نے عورت کو ذلت وپستی سے نکال کر عزت ورفعت کا مقام عطا کیا، جس اسلام نے عورت کو غلامی کی زنجیر سے نکال کر آزادانہ حقوق عطا کئے؛ آج اسی اسلام پر عورت کے حقوق کو ضائع کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔

گلشن اسلام کی نوشگفتہ کلیوں!

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام سے پہلے ملک عرب میں بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کا رواج عام تھا، چنانچہ تفسیر میں لکھا ہوا ہے کہ جب کسی شخص کے گھر میں بیٹی پیدا ہوتی تھی اور وہ اس کو دفن کرنے کے بجائے زندہ رکھنا چاہتا تھا تو ایسے شخص کو اون یا بکریوں کے بالوں کا بنا ہوا جبہ پہنا دیا جاتا اور جنگل میں اسے اونٹ اور بھیڑ بکریاں چرانے پر مقرر کر دیا جاتا، تا کہ اسے کوئی دیکھ نہ سکے کہ اس کے گھر میں بیٹی موجود ہے۔

(اسلام میں عورت کا مقام، قاضی عبدالرزاق چشتی: ۲۰)

یہی وجہ تھی کہ جس شخص کے گھر بیٹی پیدا ہوتی تھی وہ شرمندگی کے مارے اپنا چہرہ چھپائے پھرتا تھا اور اپنی نورِ نظر کو زیرِ زمین زندہ دفن کر دیتا تھا، قرآن مجید ان کے اس قبیح عمل کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿وَاِذا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيْمٌ، يَتَوارٰى مِنَ الْقَومِ مِنْ سُوءِ مابُشِّرَبِهٖ، اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرابِ﴾ (سورة النحل: ۵۸، ۵۹) جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب ان میں سے کسی کو لڑکی (کی پیدائش) کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھر جاتا ہے، وہ لوگوں سے اس بری خبر کی وجہ سے چھپتا پھرتا ہے جو اسے سنائی گئی ہے (وہ سوچنے لگتا ہے) کہ اپنی بیٹی کو ذلت و رسوائی کے ساتھ زندہ رکھے یا اسے مٹی میں زندہ دفن کر دے۔

لیکن جب اسلام آیا تو اسلام نے اس رسم کی صرف مخالفت ہی نہیں کی بلکہ بیٹیوں کی پرورش کو باعثِ اجر وثواب اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو دخول جنت کا ذریعہ قرار دیا، محسن انسانیت رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے ﴿مَنْ عَالَ ثَلاثَ

بَـنـاتٍ،فَـأَدَّبَهُـنَّ وَ زَوَّجَهُـنَّ وَأَحْسَـنَ اِلَيْهِنَّ فَلَـهُ الْجَنَّةُ﴾ (ابوداؤد: کتاب الادب، ۵۱۴۷) یعنی جس شخص نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، ان کوادب سکھلایا، ان کی شادی کرائی اوران کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیاتواس کے لیے جنت واجب ہے۔

مذہب اسلام سے محبت کرنے والی بہنوں!

اسلام آنے سے پہلے جس طرح بیٹیوں پر ظلم وستم کے پہاڑتوڑے جاتے تھے، اس سے کہیں زیادہ دردناک سلوک بیویوں کے ساتھ کیا جاتا تھا، چنانچہ عرب کے بعض قبیلوں میں یہ دستورتھا کہ شوہرکے انتقال کے بعد اس کی بیوی کو گھر سے باہر نکال کر ایک چھوٹے سے تنگ وتاریک جھونپڑے میں ایک سال تک قید میں رکھا جاتا تھا، وہ جھونپڑے سے باہر نہیں نکل سکتی تھی، ایک سال تک نہ غسل کرسکتی تھی نہ کپڑے بدل سکتی تھی، کھانا، پینا اوراپنی ساری ضرورتیں اسی جھونپڑے میں پوری کرنے پرمجبورتھی، بہت سی عورتیں تو گھٹ گھٹ کر مرجاتی تھیں اور جوعورت زندہ بچ جاتی تو ایک سال مکمل ہونے کے بعد اس کے آنچل میں اونٹ کی مینگنیاں ڈالدی جاتی تھیں اوراس کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ کسی جانور کے بدن سے اپنی شرم گاہ کورگڑے، پھر سارے شہرکا اسی گندے لباس میں اس کو چکر لگوایا جاتا تھا اور اِدھر اُدھر اس سے اونٹ کی مینگنیاں پھینکوائی جاتی تھیں، یہ اس بات کا اعلان ہوتا کہ اس کی عدت ختم ہوگئی ہے۔

(اسلام میں عورت کا مقام، عبدالمصطفی اعظمی: ۳، تحفۃ الالمعی بتصرف: ۹۱/۴)

یہ تو عرب کے بعض قبیلوں کا حال تھا، لیکن اس سے بھی زیادہ وحشیانہ سلوک ہندودھرم کے ماننے والے حضرات کیا کرتے تھے، ہندودھرم کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے: ہرعورت کے لیے فرض ہے کہ وہ زندگی بھر قسم قسم کی خدمتیں کرکے پتی پوجا (یعنی اپنے شوہرکی پوجا) کرتی رہے اور شوہر کی موت کے بعد اس کی چِتا کی آگ کے شعلوں پر زندہ لیٹ کر سَتی ہوجائے، یعنی شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ عورت کو بھی جلا دیا جائے، اوراس رسم پر باقاعدہ عمل بھی ہوا کرتا تھا۔ (اسلام میں عورت کا مقام: ۳)

لیکن جب اسلام آیا تو اسلام نے بیویوں کو وہ حقوق عطا کئے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی ہے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ﴿خِيارُكُمْ خِيارُكُمْ لِنِساءِ كُمْ﴾ (مسند احمد: ۱۰۱۰۶) یعنی تم میں سب سے بہتر وہ مومن ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہتر ہو۔

اسلام کی غیور اور ہونہار بیٹیوں!

ملک عرب میں شفقت ومحبت کی پیکر ماں جیسی عظیم اور مقدس ذات کے ساتھ بھی ظلم کو جائز سمجھا جاتا تھا، چنانچہ ان کے یہاں یہ طریقہ صدیوں سے رائج تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد لڑکا اپنے باپ کی جائیداد کی طرح اس کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں کا بھی وارث بن جاتا، اگر چاہتا تو اس کو جبرا بغیر مہر ادا کئے ہوئے اپنے نکاح میں رکھ لیتا اور چاہتا تو اس کی مرضی کے بغیر کسی دوسرے آدمی سے اس کی شادی کرا دیتا اور مہر خود وصول کر لیتا، اور اگر چاہتا تو اسے ساری عمر یوں ہی بیوگی کی زندگی گذارنے پر مجبور کرتا اور مرنے کے بعد اس کی جائداد کا اکیلا وارث بن جاتا، یہ ظالمانہ رسم صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ یونان وروم میں بھی رائج تھی۔ (اسلام میں عورت کا مقام، قاضی عبدالرزاق چشتی: ۳۶)

لیکن جب اسلام آیا تو قرآن نے سوتیلی ماں کو حقیقی ماں کا درجہ دیتے ہوئے اس سے بھی نکاح کرنے کو حرام قرار دیا (سورۃ النساء: ۲۲) اور آپ ﷺ نے حقیقی اور سوتیلی ماں کا فرق کیے بغیر ماں کے ساتھ حسن سلوک کو دخول جنت کا ذریعہ اور ان کی نافرمانی کو حرام قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ﴿إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الأُمَّهَاتِ﴾ (بخاری: ۵۹۷۵) اللہ تعالی نے تمہارے اوپر ماؤں کی نافرمانی کو حرام کر دیا ہے۔

لہذا اب بھی وقت ہے کہ مغربی مفکرین اسلام کا صحیح مطالعہ کریں، حقوق نسواں اور آزادی نسواں کی آڑ میں اسلام پر بے جا الزامات واعتراضات کرنے سے باز آجائیں۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سبھوں کو قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

ماں کی ممتا اور شفقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أجْمَعِيْنَ. أمَّابَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: وَوَصَّيناَ الاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا. (سورة العنكبوت: ۸)

میری قابل صد احترام سہیلیوں!

آج میں آپ کے سامنے اس مقدس ہستی کا تذکرہ کرنا چاہتی ہوں جس کی پیشانی میں نور، جس کی آنکھوں میں ٹھنڈک، جس کی باتوں میں محبت، جس کے دل میں رحمت، جس کے ہاتھوں میں شفقت، جس کے پیروں میں جنت اور جس کی آغوش میں پوری دنیا کا سکون رکھ دیا گیا ہے، اس عظیم نعمت کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جس کے بغیر گھر قبرستان کی طرح لگتا ہے، جس کی محبت کبھی بھی دکھلاوے کے لیے نہیں ہوتی ہے، جس کا پیار سمندر کی مانند ہر وقت جوش میں رہتا ہے، جس کی محبت چٹان سے زیادہ مضبوط اور سمندر سے زیادہ گہری ہوتی ہے، جس کا رشتہ ہمیشہ رہنے والا رشتہ ہے، جسے دنیا ''ماں'' کے نام سے جانتی ہے۔

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

شریعت اسلامیہ میں اللہ تعالیٰ کے بعد سب زیادہ حق ماں باپ کا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے بے شمار آیات میں اپنا حق بیان کرنے کے بعد ماں باپ کے حقوق کا ذکر کیا ہے، سورۂ نساء میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيئًا وَّبِالْوَالِدَينِ اِحْسَانًا﴾ (سورة النساء: ۳۶) اور تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو، سورۂ لقمان میں ارشاد باری ہے ﴿وَوَصَّيناَ الاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ﴾ (سورة لقمان: ۱۴) اور ہم نے

انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے کی تاکید کی ہے، سورۂ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَوَصَّيْنَا الاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ (سورۃ عنکبوت: ۸) اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی ہے، الغرض! اس قسم کی بے شمار آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے، اپنے ماں باپ کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آنے اور ان کے ساتھ خیر خواہی و بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے شریعت اسلامیہ میں ماں باپ کے مقام اور بلند مرتبہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ماں باپ کی عظمت اور بلند مقام کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو ماں باپ کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے اور ان کو اُف تک کہنے سے بھی منع کیا ہے، ارشاد باری ہے ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لاتَعْبُدُوْا اِلا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا، اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَّلا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلا كَرِيْمًا، وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِىْ صَغِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳) اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے، اگر والدین میں سے دونوں یا ان میں سے کوئی ایک؛ اولاد کے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے تو اولاد کے لیے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی بات پر غصہ ہو کر ان کو اُف کہے اور نہ ہی ان کو جھڑکنے اور ڈانٹنے کی اجازت ہے، بلکہ اولاد پر لازم ہے کہ وہ اپنے ماں باپ سے نرمی سے گفتگو کرے اور اولاد کو چاہئے کہ وہ ماں باپ کے سامنے شفقت اور رحمت سے پیش آئے اور ان کے لیے خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرے کہ اے اللہ! جس طرح میرے والدین نے بچپن میں میری پرورش کی، اسی طرح اے اللہ! تو میرے والدین پر ان کے بڑھاپے میں رحم و کرم فرما۔

جامعہ ہذا کی نیک طینت بہنوں!

ماں دنیا کی وہ عظیم ہستی ہے جس کی محبت کے سامنے ہر انسان کی محبت کم تر ہے، ماں جیسی محبت، ماں جیسا خلوص، ماں جیسا ایثار دنیا کا کوئی بھی شخص پیش نہیں کر سکتا، ماں کا پیار چاند کی طرح صاف اور شفاف ہوتا ہے، ماں کے سوا کوئی سچا اور مخلص رشتہ نہیں ہے، ماں کی شفقت اور محبت کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر ہم دنیا کے تمام دکھ اور درد کو بھول جاتے ہیں، ماں اپنی اولاد کو کبھی بھی دکھ نہیں پہنچنے دیتی ہے، ماں کے ہاتھ اپنے بچوں کی سلامتی اور بھلائی کے لیے ہمیشہ خدا کے دربار میں اٹھے ہوئے ہوتے ہیں، ماں کا روپ اللہ تعالی کی طرف سے وہ خاص تحفہ ہے جس میں اللہ تعالی نے اپنی رحمت، فضل و کرم، برکت و راحت اور عظمت کی صفات کو شامل کر کے عرش سے فرش پر اتارا اور اس کی عظمت میں چار چاند لگا دیا، ماں کے قدموں تلے جنت دیکر اللہ تعالی نے ماں کو مقدس اور اعلی مرتبہ پر فائز کر دیا، ماں کی ہستی باپ سے زیادہ عظیم ہوتی ہے، ماں کی نافرمانی شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، ماں کی دعائیں ہمارے لیے زندگی کا کل سرمایہ ہیں، ماں گھر کی روشنی اور گھر کی زینت ہے، ماں ہمارے لیے جنت کا راستہ ہے۔

گلشن اسلام کی نوشگفتہ کلیوں!

ماں کی ممتا اور شفقت کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالی کی اپنے بندوں سے محبت کی مثال میں ماں کی محبت اور ماں کی ممتا کو پیش کرتے ہیں، ارشاد فرماتے ہیں ﴿لَلّٰہُ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ بِوَلَدِھَا﴾ (بخاری، کتاب الادب: ۵۹۹۹) یعنی جس قدر ماں اپنی اولاد سے محبت کرتی ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالی اپنے بندوں سے محبت کرتے ہیں، ماں کے مقام کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے ماں کی نافرمانی کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے، حدیث میں ہے ﴿اَلا اُخْبِرُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ، قَالُوا: بَلٰی یَارَسُولَ اللّٰہ! قَالَ: اَلاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَیْنِ﴾ (بخاری: ۶۲۷۳) حدیث

کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابۂ کرام سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ضرور بتایئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے، ماں کی عظمت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ماں کے قدم کے نیچے جنت ہونے کی بشارت دی ہے، ارشاد عالی ہے ﴿اِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا﴾ (نسائی: ۳۱۰۴) ماں کی عظمت و رفعت اس سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے حسنِ سلوک کا سب سے بہتر حق دار ماں کو قرار دیا ہے (بخاری: ۵۹۷۱) ماں کی شان اس سے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ماں کی نافرمانی کرنے کو حرام قرار دیا ہے (بخاری: ۵۹۷۵) ماں کا رتبہ اس سے بھی سمجھ میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ماں باپ کو اولاد کے لیے جنت و جہنم قرار دیا (ابن ماجہ: ۳۶۶۲) یعنی ماں باپ کی اطاعت کرنا جنت میں جانے کا اور ان کی نافرمانی کرنا جہنم میں جانے کا ذریعہ ہے، ماں کی عظمت کا پتہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے جتنی بار دیکھتا ہے اسے اتنی بار مقبول حج کا ثواب ملتا ہے، اگر وہ دن بھر میں سو مرتبہ والدین کو دیکھتا ہے تو اسے سو مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔ (شعب الایمان)

میری قابل احترام سہیلیوں!

ماں کی عظمت و رفعت آسمان کی بلندی اور زمین کی وسعتوں سے بھی بڑھ کر ہے، ماں کے پیروں کے دھول میں بھی پھول اگتے ہیں، ماں ایک ایسی میٹھی روشنی ہے جس میں ممتا اور محبت کی کلیاں مسکراتی ہیں، ماں ایسی روشنی ہے جس میں تپش اور گرمی نہیں ہوتی ہے، ماں ایک ایسا ستارہ ہے جو اندھیرے میں اپنی روشنی بکھیرتی ہے، ماں وہ روشن دیپ ہے جس کی تابندگی کے سامنے زُہرہ اور مریخ کی روشنی بھی ماند پڑ جاتی ہے، ماں کی نظرِ کرم ابرِ رحمت کا خوش گوار سایہ ہے، ماں کا دل ساگر سے بھی زیادہ گہرا ہے جس میں اولاد کے سارے غم اور دکھ درد چھپ جاتے ہیں، ماں ایک ایسی خوشبو ہے جس کے وجود سے پوری

کائنات معطر رہتی ہے، ماں قدرت کی طرف سے دنیا والوں کے لیے ایک عظیم تحفہ اور نعمتِ خداوندی ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس!

جس ماں نے اولاد کو ۹ر مہینے اپنے پیٹ میں رکھ کر بے پناہ مشقتوں سے اسے جنم دیا، جس ماں نے اپنے سینے سے لگا کر دودھ کی شکل میں اولاد کو اپنا خون پلایا، جس ماں نے خود کچی اور گیلی زمین پر سو کر اولاد کو نرم بستروں پر سلایا، جس ماں نے اولاد کی خاطر اپنے حسن و جمال، رات کی نینداور دن کے چین وسکون کو قربان کر دیا، جس ماں نے بچے کے رونے کی ایک آواز پر اپنا سارا کام کاج بند کر کے اسے تسلی دیکر سلایا، جس ماں نے بچے کو پہلے کھلایا اور بعد میں خود کھایا، جس ماں نے انگلی پکڑ کر اولاد کو چلنا سکھایا، جس ماں نے اولاد کو بولنا سکھایا، جس ماں نے اپنی اولاد کی خاطر ہر طرح کی قربانیوں اور پریشانیوں کو برداشت کیا!!! آج وہی اولاد جوان ہو کر ان کی خدمت کرنے کے بجائے انھیں سے خدمت لیتی ہے، ان کو راحت پہنچانے کے بجائے ان کو تکلیف پہنچاتی ہے، بڑھاپے میں ان کا ڈھال بننے کے بجائے ان کے لیے وبال بن جاتی ہے، ان کا ادب کرنے کے بجائے ان کو گالیاں دیتی اور برا بھلا کہتی ہے، ان کا دل خوش کرنے کے بجائے انھیں رنجیدہ کرتی ہے، ان کے سارے احسانات کو بھلا کر ان کے ساتھ بُرا سلوک کرتی ہے۔

ایسی اولاد سے میں صاف صاف کہنا چاہتی ہوں کہ یاد رکھو! آج اگر تم اپنے ماں باپ کے ساتھ بُرا برتاؤ کرو گی تو کل تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ بُرا برتاؤ کرے گی، آج اگر تم اپنے والدین کو ستاؤ گی تو کل تمہاری اولاد بھی تمہیں ضرور ستائے گی، رسول اکرم ﷺ کا یہی فرمان ہے (الادب المفرد: ۴۵۹) اور دنیا کا اصول اور دستور بھی یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو ماں باپ کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

مثالی عورت کی دس صفات

حَامِدًا وَمُصَلِّیًا، أَمَّا بَعْد: !فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ أَجْرًا عَظِيْمًا. (الأحزاب: ۳۵)

میری قابل اکرام سہیلیوں!

میں نے خطبہ کے اندر قرآن مجید کی جو آیت تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالی نے عورت کی دس ایسی صفات کا تذکرہ کیا ہے، جن سے متصف ہو کر ہر خاتون ایک مثالی عورت بن سکتی ہے، جن کو مختصر انداز میں آپ کے سامنے میں پیش کرتی ہوں۔

مثالی عورت کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو، اسلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، وہ عورت نماز پڑھے، رمضان کا روزہ رکھے اور حج فرض ہونے کے بعد بیت اللہ شریف کا حج بھی کرے۔ (مسلم شریف: ۸، ترمذی: ۲۶۱۰)

مثالی عورت کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ عورت ایمان والی ہو، ایمان کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی نازل کی ہوئی کتابوں پر، اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتی ہو، وہ اس بات کا اقرار کرتی ہو کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالی کی طرف سے ہوتی ہے، نیز وہ اس بات پر بھی یقین رکھنے والی ہو کہ ہر انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ (مسلم: ۸، ترمذی: ۲۶۱۰)

مثالی عورت کی تیسری صفت یہ ہے کہ وہ عبادت گذار اور فرماں بردار ہو، وہ

اللہ تعالی کے سامنے اپنی پیشانی کو جھکانے والی ہو، وہ اللہ کی محبت سے اپنے دل کو منور کرنے والی ہو، وہ اپنی خواہشات پر اللہ کی اطاعت کو ترجیح دینے والی ہو۔

مثالی عورت کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ خوشی اور غم، امن اور خوف، راحت اور مشقت، خوشحالی اور تنگ دستی؛ تمام احوال میں سچ بولنے والی ہو، وہ اپنے اور پرائے، دوست اور دشمن، فقیر اور غریب ہر ایک کے ساتھ سچائی اور دیانت داری کا معاملہ کرنے والی ہو، اس کی زندگی سچ سے عبارت ہو اور اس کی سچائی کی لوگ مثال دیتے ہوں۔

مثالی عورت کی پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ مصیبتوں اور پریشانیوں میں شکوہ و شکایت اور جزع وفزع کے بجائے صبر کرنے والی ہو، وہ اسلام کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار اور مر مٹنے کا جذبہ رکھتی ہو، وہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کی طرح عیش و آرام کی زندگی ترک کر کے مجاہدہ کی زندگی گذارنے کا جذبہ رکھتی ہو، وہ حضرت سمیہ کی طرح اسلام پر خود کو مٹا دینے کی صلاحیت رکھتی ہو، وہ مصر کی خاتون زینب الغزالی کی طرح اسلام کی خاطر دردناک سزاؤں کو برداشت کرنے کی قوت اور طاقت رکھتی ہو۔

مثالی عورت کی چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کا خوف اور ڈر اپنے دل میں اس طرح بٹھائے ہوئی ہو کہ جب بھی اس کے دل میں گناہ کی خواہش اور رغبت پیدا ہوتی ہو تو اس کا دل لرز جاتا ہو، اس کا بدن کانپ جاتا ہو، اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہوں اور وہ قبر کے عذاب، اللہ تعالی کی ناراضگی اور قیامت کے دن کی رسوائی کی وجہ سے اپنا دامن گناہوں سے بچا لیتی ہو۔

مثالی عورت کی ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی خوشنودی و رضاء کی خاطر روزہ رکھنے والی ہو، وہ سخت گرمی کے دنوں میں بھی اپنے خالق و مالک کی رضاء کی خاطر بھوک اور پیاس کی شدت کو برداشت کرنے والی ہو، اس کے لیے چلچلاتی دھوپ میں بھوک سے تڑپنا اور پیاس سے بیتاب ہونا آسان ہو لیکن روزہ چھوڑنا مشکل ہو، وہ ہر حال میں اپنی خواہش پر اللہ تعالی کے حکم کو ترجیح دینے والی ہو۔

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

مثالی عورت کی آٹھویں صفت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کے راستہ میں اپنا مال خرچ کرنے والی ہو، وہ اپنی گاڑھی کمائی کو اپنے رب کے راستے میں خرچ کرنے کو باعث ثواب سمجھتی ہو، آپ ﷺ کا ارشاد ہے ﴿اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوءِ﴾ (ترمذی، ابواب الزکاۃ: ٦٦٤) کہ صدقہ کرنا رب کے غصہ اور ناراضگی کو ختم کرتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بری موت سے بچاتا ہے۔

مثالی عورت کی نویں صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی ہو، وہ مغرب کی عیاش عورتوں کی طرح مردوں کا کھلونا بن کر خواہشات پر عمل کرنے والی نہ ہو، بلکہ وہ نکاح جیسے مقدس رشتہ میں بندھ کر خدائی تحفہ کو قبول کرنے والی ہو، حدیث میں ہے ﴿اِذا صَلَّتِ الْمَرأةُ خَمْسَهَا وَصامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَأطاعَتْ زَوجَهَا، قِيلَ لَهَا: أُدْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أيِّ أبْوابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ﴾ (مسند احمد: ١٦٦١) کہ جب کوئی عورت پانچوں وقت کی نمازیں پڑھے، رمضان کے روزہ رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو اسے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

مثالی عورت کی دسویں صفت یہ ہے کہ اس کی زبان ہمیشہ اللہ تعالی کے ذکر سے معطر رہتی ہو، وہ جھوٹ، چغلی، غیبت اور لایعنی باتوں میں مشغول ہو کر دل کو سیاہ کرنے کے بجائے تلاوت قرآن، ذکر الہی اور ذکر رسول میں مشغول رہ کر ایمان کی حلاوت اور مٹھاس سے اپنے دل کو منور کرنے والی ہو۔

اخیر میں اللہ تعالی سے یہی دعا ہے کہ وہ ہم سبھوں میں ان اوصاف وکمالات کو پیدا کر کے ہمیں مغفرت اور اجر عظیم کی دولت سے نواز دے، آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

پردہ عورت کی زینت ہے

اَلْحَمْدُ لِوَلِيِّهٖ،وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ.أَمَّا بَعْدُ!فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ:وَقَرْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى وَأَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.(الاحزاب:۳۳)

میری قابل احترام سہیلیوں!

آج ہمارے معاشرہ میں جو برائیاں اور خرابیاں بہت تیزی کے ساتھ پھیلتی جارہی ہیں ان میں سے ایک برائی ''بے پردگی'' بھی ہے، ہمارے معاشرہ کی بعض عورتیں وہ ہیں جو پردہ کو ایک بوجھ، قدامت پسندی کی علامت، ترقی کی راہ میں رکاوٹ اور اپنے لیے باعثِ ذلت سمجھتی ہیں، جب کہ بعض عورتیں سستی اور کاہلی کی وجہ سے پردہ کا اہتمام نہیں کرتی ہیں، آج کی اس محفل میں انھیں فیشن پرست اور غافل خواتین سے کچھ باتیں عرض کرنا چاہتی ہوں، تاکہ اللہ انھیں عقل سلیم عطا فرمائے۔

میری نیک طینت اور عفت مآب بہنوں!

اسلام میں عورتوں کی عفت وعصمت اور ان کے تحفظ کا اتنا خیال رکھا گیا ہے کہ ایک طرف اللہ رب العزت عورتوں کو اپنی نگاہ پست رکھنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾(سورۃ النور: ۲۰) یعنی آپ مومنہ عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہ کو پست رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں، تو دوسری طرف﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾(سورۃ النور: ۲۰) کے ذریعہ مسلمان مردوں کو بھی اس بات کا مکلّف بنایا جاتا ہے کہ وہ نامحرم عورتوں کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھیں، ایک طرف نبی اکرم ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو ایک نابینا صحابی حضرت

عبداللہ ابن ام مکتومؓ سے بھی پردہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو دوسری طرف ﴿لا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ اِلا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ﴾ (سورۃ الاحزاب: ۵۳) کے ذریعہ صحابۂ کرام کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ بغیر اجازت نبی اکرم ﷺ کے گھر میں داخل نہ ہوں، ایک طرف نبی اکرم ﷺ ﴿أَلْحَياءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الايْمانِ﴾ (بخاری: ۹) کے ذریعہ حیاء کو ایمان کی ایک اہم شاخ قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف بے حیائی کے بارے میں یہ فرمان صادر ہوتا ہے ﴿اِذا لَمْ تَسْتَحْيِ؛ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ. (بخاری، احادیث الانبیاء: ۳۴۸۴) کہ جب تجھ میں شرم وحیاء باقی نہ رہے تو جو چاہو کرو، اس حدیث سے یہ بات صاف طور سے سمجھ میں آتی ہے کہ جب عورت کے اندر شرم وحیا کی صفت ہوگی تو وہ تمام گناہوں سے بچتی رہے گی، لیکن جب اس کے اندر سے شرم وحیاء کی صفت ختم ہوجائے گی تو نہ اسے دین وشریعت کا لحاظ ہوگا اور نہ ہی وہ اپنے والدین اور رشتہ داروں کی عزت اور ناموس کی فکر کرے گی، بلکہ وہ عورت بے پردہ ہوکر بے حیائی کے راستہ پر چلے گی اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرے گی۔

جامعہ ہذا کی نوشگفتہ کلیوں!

پردہ کی اہمیت اس سے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ آپ ﷺ نے باپردہ عورت کو دنیا کی سب سے بہترین عورت قرار دیا ہے، حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کی مجلس میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کون ہے؟ صحابۂ کرام خاموش رہے، اتفاق سے اسی دوران حضرت علی کسی کام کی وجہ سے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؓ سے اس کا تذکرہ کیا، حضرت فاطمہؓ نے کہا: کیا میں آپ کو بتاؤں کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کون ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: ہاں بتاؤ! حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا: دنیا کی سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر محرم کو دیکھے اور نہ کسی غیر محرم کو دیکھنے کا موقع دے، جب حضرت علیؓ نے یہ جواب آپ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے خوش ہوکر ارشاد فرمایا: فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء: ۲/۴۰)

ملت اسلامیہ کی غیور بیٹیوں!

اسلام میں پردہ کا حکم عورت کی حفاظت کے لئے دیا گیا ہے نہ کہ عورت کو قید کرنے کے لیے، کیا آپ نہیں جانتی ہیں کہ جو چیز جتنی زیادہ قیمتی اور نازک ہوا کرتی ہے اس کو اتنی ہی زیادہ حفاظت سے رکھی جاتی ہے، آخر کیا وجہ ہے کہ آپ اناج کو کھیت کھلیان میں بھی چھوڑ دیتے ہیں لیکن زیورات کو صندوق میں بند کر کے رکھتے ہیں، یقیناً اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ آپ زیورات کو اناج کے مقابلہ میں زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں، اسی طرح ہم اپنے جسم کے اعضاء میں بھی غور وفکر کریں کہ اللہ تعالی نے ہمارے ہاتھ اور پیر کے اوپر کوئی پردہ نہیں ڈالا ہے، لیکن آنکھوں پر پلکوں کا پردہ ڈالا ہے، کیوں کہ ہاتھ اور پیر کے مقابلے میں آنکھ زیادہ قیمتی عضو ہے، لہذا پردہ کو اپنے لیے قید نہ سمجھو، بلکہ یہ وہ ڈھال ہے جس کی وجہ سے شریروں اور بدمعاشوں سے تمہاری حفاظت ہوتی ہے، یہ تمہاری زینت اور تمہارے حسن و جمال میں اضافہ کرتا ہے، یہ تمہارا سب سے بہتر سنگار ہے، اس کے برعکس بے پردگی سے تمہاری شرافت مردہ ہوتی ہے، بے پردگی سے تمہارا کردار لوگوں کی نظروں میں مشکوک بنتا ہے، بے پردگی سے تمہارا حسن و جمال ختم ہوتا ہے، بے پردگی سے تمہاری ازدواجی زندگی کا سکون ختم ہوتا ہے، بے پردگی ہی کی وجہ سے تمہاری اولاد نافرمان بنتی ہے اور تمہاری بے پردگی ہی کی وجہ سے پورے معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں جنم لیتی ہیں۔

جامعہ ہذا کی پاکباز بیٹیوں!

جو عورتیں پردہ کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتی ہیں میں ان سے صاف لفظوں میں کہنا چاہتی ہوں کہ پردہ نہ تو ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے اور نہ ہی اس سے ترقی کے مواقع ختم ہوتے ہیں، اسلامی تاریخ میں بہت سی باکمال خواتین ایسی گذری ہیں جنہوں نے شرعی پردہ کے دائرہ میں رہ کر وہ کام انجام دیئے ہیں کہ ان کے حالات پر کئی جلدوں کی کتابیں لکھی گئی ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں گرچہ پردہ کا حکم

ہے، لیکن اسلام عورتوں کو تعلیم کے حصول اور معاشی سرگرمیوں سے نہیں روکتا ہے، بلکہ اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی تعلیم کی اجازت دی ہے، چنانچہ عورت معلّمہ بھی بن سکتی ہے اور طبیب بھی، عورت شرعی اصولوں کے مطابق تجارت بھی کرسکتی ہے اور فتوی کی خدمت بھی انجام دے سکتی ہے، بلکہ حدود و قصاص کے معاملات کو چھوڑ کر دیگر معاملات میں عورت جج بھی بن سکتی ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس!!!

آج ہماری مائیں اور بہنیں اپنی سیرت اور اخلاق و کردار کو سنوارنے کے بجائے اپنی صورت اور جسم کی زیب و زینت پر زیادہ دھیان دیتی ہیں، پردہ کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتی ہیں اور بے پردگی کو اپنے لیے باعث زینت سمجھتی ہیں، یاد رکھو! تمہارا قد ہیل جوتی کے بغیر بھی اونچا ہوسکتا ہے جب تمہاری ذات کے اندر علم و عمل اور تقوی کی صفت ہو، تمہاری آنکھیں بغیر سرمے اور کاجل کے بھی حسین معلوم ہوں گی جب تمہاری آنکھوں میں شرم و حیاء ہو، تمہاری پلکیں بغیر مِسکارے کے بھی خوب صورت لگیں گی جب تمہاری پلکیں شرم کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں، تمہاری پیشانی بغیر بِندیا کے بھی اچھی دیکھائی دیں گی جب تمہاری پیشانیوں پر سجدے کے نشان ہوں۔

اخیر میں حکومت سے میں کہنا چاہتی ہوں کہ اگر ٹرین میں عورتوں کے لیے مخصوص ڈبے ہوسکتے ہیں، بسوں میں ان کے لئے الگ سیٹیں ہوسکتی ہیں، ہسپتالوں میں ان کے لیے مستقل کمرے ہوسکتے ہیں تو زندگی کے دوسرے شعبوں خاص طور سے تعلیم کے میدان میں عورتوں کے لیے الگ اسکول و کالج اور عورتوں کے لیے الگ بازار کیوں نہیں بنائے جاتے ہیں، تاکہ وہ آزاد ماحول میں رہ کر تعلیم بھی حاصل کرسکیں اور تجارت میں بھی حصہ لے سکیں، انھیں چند باتوں پر میں اپنی تقریر مکمل کرتی ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بیٹی ایک انمول تحفہ ہے

☆فرحانہ خاتون اپنی گود میں ایک بچی یا گڑیا لیکر اسٹیج کے ایک طرف سے آئیگی اور دوسری طرف سے دولڑکیاں راضیہ خاتون اور ناہدہ خاتون آئیں گی۔

راضیہ خاتون: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فرحانہ خاتون: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

راضیہ خاتون: کیا بات ہے فرحانہ! آج تم بہت خوش نظر آرہی ہو، ایسا لگتا ہے کہ کسی کمپنی کی طرف سے تمہیں بہت بڑا آفر ملا ہے، یا شاید تم اس گاؤں کی مکھیائن بن گئی ہو، اسی لئے خوشی ومسرت میں جھوم رہی ہو۔

فرحانہ خاتون: میری پیاری بہن! یقیناً میں آج بہت خوش ہوں، لیکن میری خوشی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مجھے کسی کمپنی کی طرف سے آفر ملا ہے اور نہ ہی میں مکھیائن کا الیکشن لڑی ہوں کہ جیتنے یا ہارنے کی بات آئے، بلکہ میری خوشی کی وجہ یہ ہے کہ آج اللہ تعالی نے مجھے ایک چاند سی بیٹی عطا کی ہے، اسی لئے میں آج اتنی خوش نظر آرہی ہوں۔

راضیہ خاتون: ارے فرحانہ! تم تو اتنی خوش ہورہی ہو جیسے تمہیں بیٹی نہیں بلکہ بیٹا پیدا ہوا ہو، کیا تم دنیا کا یہ دستور نہیں جانتی ہو کہ بیٹی کی پیدائش پر خوشی نہیں بلکہ دکھ منایا جاتا ہے اور اِس زمانہ میں بیٹی کا پیدا ہونا والدین کے لئے باعث ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

فرحانہ خاتون: استغفر اللہ! استغفر اللہ! مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم بھی انھیں انسانوں میں سے ہو جو بیٹی کو قدرت کا عظیم تحفہ سمجھنے کے بجائے ایک بوجھ سمجھتے ہیں، کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ بیٹی کی پیدائش سے ناخوش ہونا کفر وشرک اور زمانۂ جاہلیت کی باتیں ہیں؟ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ اسلام میں بیٹیوں کی پرورش اور ان کے ساتھ حسن سلوک

کرنے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے؟ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ جناب رسول اکرم ﷺ کی نسل بیٹوں سے نہیں بلکہ بیٹیوں سے چلی ہے۔

ناہدہ خاتون: تمہاری یہ تمام باتیں درست ہیں،لیکن اس زمانہ میں بیٹی اللہ کی رحمت نہیں بلکہ ایک زحمت ہے،بیٹی قدرت کا انمول تحفہ نہیں بلکہ ایک بوجھ ہے،بیٹی والدین کے لئے باعث سکون نہیں بلکہ سکون وراحت کو ختم کرنے والی ایک بری بلا ہے، بیٹی والدین کی نور نظر نہیں بلکہ والدین کی آنکھوں میں رات دن آنسو لانے کا ذریعہ ہے، اس لئے میرا مشورہ تو یہی ہے کہ اس بچی کو کہیں جا کر ندی وغیرہ میں پھینک دو۔

فرحانہ خاتون: لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم! تم ایک عورت ہو یا شیطان! تم ایک انسان ہو یا جانور! کیا یہ الفاظ کہتے ہوئے تمہاری زبان نہیں کانپی؟ ذرا سوچو! اگر تمہاری پیدائش کے بعد تمہارے والدین تمہیں کسی ندی یا تالاب میں پھینک دیتے تو آج تمہاری ایک بوٹی بھی یہاں موجود نہ ہوتی،اور تم میری بچی اور میری نور نظر کو ندی اور تالاب میں پھینکنے کی بات کر رہی ہو،میری نظروں سے تم دونوں اسی وقت دور ہو جاؤ،تم جیسی عورتیں انسان نہیں بلکہ درندہ کہلانے کے لائق ہیں۔

راضیہ وناہدہ: ٹھیک ہے،ہم جاتے ہیں،لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ ایک نہ ایک دن تمہیں اس بیٹی کی پیدائش پر ضرور افسوس ہوگا۔

☆اب فرحانہ اپنی بچی کو گود میں لیکر لوری کی طرز میں یہ نظم پڑھے گی۔

اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اے میری نور نظر تجھ پہ قرباں میری جاں ہوا ے میری نور نظر
تیرے آنے سے میرا گھر کتنا روشن ہو گیا میرا اجڑا یہ چمن بھی آج گلشن ہو گیا
قیمتی دولت ہے بے شک تو میری نور نظر تجھ پہ قرباں میری جاں ہوا ے میری نور نظر
خوبصورت تم ہو بیٹی چاند اور سورج سے بھی دیکھ لے جو بھی تجھے تو بھول نہ پائے کبھی
ہے دعا میری خدا سے خوش رہو نور نظر تجھ پہ قرباں میری جاں ہوا ے میری نور نظر

☆اس کے بعد فرحانہ بھی چلی جائے گی اور ایک لڑکی (عائشہ خاتون) آکر درج ذیل تقریر کرے گی۔

میری ماؤں اور بہنوں! جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ کچھ عورتیں بیٹی کو قدرت کا شاہکار تحفہ نہیں بلکہ منحوس، بوجھ، باعث ذلت اور ایک بلا سمجھتی ہے، حالاں کہ بیٹی گھر کی رونق اور عزت ہوتی ہے، بیٹی گھر کی زینت اور شان ہوتی ہے، بیٹی والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور ہوتی ہے، بیٹی خوش بختی کی نشان اور سرفرازی کی علامت ہوتی ہے، بیٹی کے بغیر گھر قبرستان کی طرح اندھیرا لگتا ہے، بیٹی اور پھول میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے، بیٹی محبت کی پیکر اور شفقت کا مجسمہ ہوا کرتی ہے، بیٹی خاندان کی چشم و چراغ اور بڑھاپے کا سہارا ہوتی ہے، لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو بیٹے کی پیدائش پر تو خوب خوشیاں مناتے ہیں اور پورے محلّہ میں مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں، لیکن جب انھیں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو ان کے چہرہ کی رنگت اس طرح اتر جاتی ہے کہ گویا وہ ابھی جیل سے رہا ہو کر آئے ہوں یا انھیں دن میں ہی تارے نظر آ گئے ہوں۔

آیئے! ہم آپ کو پھر سے اسی محلّہ میں لے چلتے ہیں، اب فرحانہ خاتون کی بیٹی ماہ جبیں ۱۵ر سال کی ہوگئی ہے اور وہ ڈاکٹرنی بن چکی ہے۔

☆اب راضیہ، ناہدہ ایک طرف سے اور فرحانہ، عائشہ دوسری طرف سے آکر مکالمہ کریں گی۔

ناہدہ خاتون: کیا بات ہے فرحانہ! بہت جلدی میں ہو، خیر تو ہے، اس قدر تیز رفتاری کے ساتھ کہاں جا رہی ہو اور تمہارے ساتھ یہ لڑکی کون ہے؟

فرحانہ خاتون: تمھیں اس سے کیا مطلب، تم تو بیٹی سے نفرت کرنے والی عورتوں میں سے ہو، لیکن اگر تم جاننا ہی چاہتی ہو تو سن لو، یہ میری بیٹی (ماہ جبیں) ہے اور یہ وہی لڑکی ہے جس کی پیدائش پر تم نے مجھے طعنہ دیا تھا، لیکن الحمدللہ! میری اس بیٹی نے پورے اسکول میں ٹاپ نمبرات سے ڈاکٹریت کی ڈگری حاصل کی ہے، اب میں اس کے لئے اِسی گاؤں میں ایک ہسپتال بنانے جا رہی ہوں، جہاں میری بیٹی مفت میں مریضوں کا علاج کیا کرے گی، اسی سلسلہ میں کمشنر اور ڈی ایس پی سے کچھ باتیں

کرنے جارہی ہوں، اسی لئے میں جلدی میں ہوں۔

ناہدہ خاتون: اچھا! تو تمہاری بیٹی سچ مچ اتنی سمجھدار اور قابل بن چکی ہے، مجھے تو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں ہورہا ہے۔

فرحانہ خاتون: تمہیں یقین ہونے اور نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے، خدا نہ کرے کہ تمہارے یا تمہارے گھر کے کسی فرد کے ساتھ کل کوئی حادثہ پیش آجائے اور علاج کے لئے تمہیں میری بیٹی کے ہسپتال کا چکر لگانا پڑے۔

☆اس کے بعد ناہدہ اور فرحانہ چلی جائیں گی اور راضیہ بیمار بن کر اسٹیج ہی پر ایک طرف لیٹ جائیں گی، تھوڑی دیر کے بعد ایک طرف سے ناہدہ اور دوسری طرف سے فرحانہ آکر مکالمہ کریں گی۔

فرحانہ خاتون: کیا بات ہے ناہدہ! اتنی پریشان کیوں نظر آرہی ہو، اور تمہاری آنکھوں سے آنسو کیوں نکل رہے ہیں، کیا کوئی مصیبت پیش آگئی ہے۔

ناہدہ خاتون: ہاں فرحانہ! ایک بہت بڑی مصیبت پیش آگئی ہے، چند ہفتوں سے میری سہیلی راضیہ کے پیٹ میں کافی درد رہتا ہے، یہاں سے لیکر پٹنہ تک کئی ڈاکٹروں سے علاج کرواچکی ہوں، لیکن شفاء کی کوئی امید نظر نہیں آرہی ہے، ابھی اس کی حالت بہت نازک ہے اور آس پاس کوئی ڈاکٹر بھی نہیں دکھائی دے رہا ہے۔

فرحانہ خاتون: تم گھبراؤ مت، میں اسی وقت اپنی بیٹی کو فون کر کے بلاتی ہوں۔

☆اس کے بعد وہ اپنی بیٹی کو فون کرے گی، سلام اور خیریت پوچھنے کے بعد درج ذیل گفتگو کریں گی۔

فرحانہ خاتون: میری نور نظر! تم ابھی کہاں ہو اور کیا کر رہی ہو؟

ماہ جبیں: امی جان! میں اپنے ہسپتال میں ہوں، ایک بیمار عورت کا ابھی ابھی آپریشن کر کے فارغ ہوئی ہوں، کوئی خدمت ہو تو بتایئے امی جان۔

فرحانہ خاتون: میری نور نظر! جلدی سے ناہدہ کی سہیلی راضیہ خالہ کے گھر آجاؤ، ان کی طبیعت بہت ہی خراب ہے، جلدی سے آجاؤ بیٹی، جلدی سے آجاؤ۔

ماہ جبیں: ٹھیک ہے امی! آپ گھبرائیے مت، میں ابھی آتی ہوں۔

☆ماہ جبیں اپنے ساتھ انجکشن وغیرہ لیکر آئے اور راضیہ کو انجکشن دینے کے بعد اس سے کہے۔

ماہ جبیں: خالہ جان! میں نے انجکشن دیدی ہے، یہ دوائیاں لیجئے، ان میں سے ایک ایک گولی صبح وشام کھائیے گا، ان شاء اللہ بہت جلد آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔

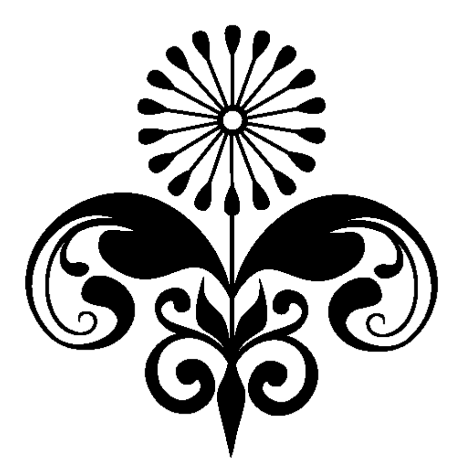
راضیہ خاتون: بیٹی مجھے معاف کر دو! میں نے تمہاری پیدائش کے وقت تمہاری ماں کو مبارکباد دینے کے بجائے بہت ہی الٹی سیدھی باتیں کہی تھیں، اس وقت مجھے بیٹیوں سے بہت نفرت تھی، لیکن تمہاری شہرت اور صلاحیت کو دیکھ کر میری آنکھیں کھل گئیں ہیں، میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ میں بیٹیوں کے ساتھ محبت سے پیش آؤں گی پلیز مجھے معاف کر دو بیٹی! پلیز مجھے معاف کر دو بیٹی!۔

ماہ جبیں: مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے خالہ جان! مگر ان عورتوں سے جو بیٹی کو ایک بوجھ سمجھتی ہیں میں صاف صاف کہنا چاہتی ہوں کہ آخر! آپ کے یہاں بیٹیوں کو وہ مقام کیوں نہیں دیا جاتا ہے جو آپ اپنے بیٹوں کو دیتی ہیں، بیٹوں کو عمدہ قسم کے کھلونے اور عمدہ قسم کے لباس دیئے جاتے ہیں لیکن بیٹیوں کو سستے اور کم قیمت کے کپڑے دیئے جاتے ہیں، بیٹوں کی تعلیم کے لئے پرائیوٹ اور معیاری اسکول کا انتخاب کیا جاتا ہے اور بیٹیوں کے لئے سرکاری اور غیر معیاری اسکول کا انتخاب کیا جاتا ہے، بیٹا اگر اچھا نمبر لے آئے تو اسے خوب مبارکباد دی جاتی ہے اور اسے قیمتی تحفے دیئے جاتے ہیں، لیکن بیٹی کے کامیاب ہونے پر تحفہ تو بہت دور کی بات ہے ان کے لیے زبان سے تعریفی کلمات بھی مشکل سے ادا ہوتے ہیں، آخر! آپ کے یہاں بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان اتنا فرق کیوں کیا جاتا ہے، کیا ہم بیٹیاں پڑھنے لکھنے میں تیز اور ذہین نہیں ہوتی ہیں؟ کیا ہم بیٹیاں ماں باپ کی خدمت کرنے والی نہیں ہوتی ہیں؟ کیا ہم بیٹیاں والدین کا نام روشن نہیں کرسکتی ہیں؟ کیا ہم بیٹیوں کے اندر قوم و

ملت کے لئے خدمت کا کوئی جذبہ نہیں ہوتا ہے؟ اگر ان سب سوالوں کا جواب آپ کے یہاں ہاں ہے تو پھر آپ وعدہ کیجئے کہ آج سے آپ محبت، لباس اور تعلیم و تربیت میں بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کریں گی، اخیر میں آپ سب سے بس اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ (بہتر ہوگا کہ اس نظم کو سبھی مل کر پڑھیں)

بیٹیاں زخم سہ نہیں پاتیں ❁ بیٹیاں درد کہ نہیں پاتیں
بیٹیاں آنکھ کا ستارا ہیں ❁ بیٹیاں درد میں سہارا ہیں
بیٹیوں کو ہراس مت کرنا ❁ ان کو ہرگز اُداس مت کرنا
بیٹیاں دل کی صاف ہوتی ہیں ❁ گویا کِھلتی گلاب ہوتی ہیں
بیٹیاں عکس اپنی ماؤں کا ❁ بیٹیاں ہیں ثمر دعاؤں کا
بیٹیوں کو سزائیں مت دینا ❁ ان کو غم کی قبائیں مت دینا
بیٹیاں چاہتوں کی پیاسی ہیں ❁ یہ پرائے چمن کی باسی ہیں
بیٹیاں بے وفا نہیں ہوتیں ❁ یہ کبھی بھی خفا نہیں ہوتیں

تمام طالبات: آیئے! ہم سب مل کر اور ہاتھ اٹھا کر یہ وعدہ کرتے ہیں کہ آج سے ہم اپنی بیٹیوں کو خدا کی عظیم نعمت اور انمول تحفہ سمجھیں گے اور جس طرح بیٹے کی پیدائش پر مسرت کا اظہار کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ بیٹیوں کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کریں گے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔



ساس اور بہو کے جھگڑے

سعیدہ اصغری: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زیبا پروین: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سعیدہ اصغری: کیا بات ہے زیبا! آج تمہارا چہرہ غصہ سے کیوں اتنا تلملا رہا ہے، ایسا لگ رہا ہے کہ تمہارے اوپر کوئی بہت بڑی مصیبت نازل ہوگئی ہے۔

زیبا پروین: کیا بتلاؤں سعیدہ! جب سے وہ چُڑیل میرے گھر میں آئی ہے، میرا جینا مشکل ہوگیا ہے، اس کی وجہ سے گھر میں میرا دل نہیں لگتا ہے، ہر وقت مجھ پر ایک خوف سوار رہتا ہے، اس لیے اب مجھے اپنے گھر سے وحشت ہونے لگی ہے اور میں اپنے گھر کے بجائے سڑکوں پر اور پڑوسن کے گھر میں زیادہ وقت گذارتی ہوں۔

سعیدہ اصغری: اس میں اتنا گھبرانے اور ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟ تم تین بار آیت الکرسی پڑھ کر پانی پر دم کر کے سارے گھر میں اس پانی کو چھڑک دو، ان شاء اللہ تیرے گھر کے سارے بھوت، جنات اور چڑیل جل جائیں گے۔

زیبا پروین: ارے بیوقوف! میں اس چڑیل کی بات نہیں کر رہی ہوں، جو جنگل قبرستان اور سنسان جگہوں میں رہتی ہیں، بلکہ میں اپنی چڑیل بہو (ترنم خاتون) کی بات کر رہی ہوں جس نے میرا جینا محال کر رکھا ہے، پتہ نہیں کس منحوس کا چہرہ دیکھ کر میں اس سے اپنے بیٹے کا رشتہ کرنے کے لیے گئی تھی جو مجھے اتنی بڑی سزا مل رہی ہے۔

سعیدہ اصغری: تم بھی کمال کرتی ہو زیبا! یہ بھی کوئی طریقہ ہے کہ کسی کو اس کے نام کے بجائے چڑیل کہکر بلایا جائے، حالاں کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی انسان کسی کو برے لقب سے پکارے، اور تمہاری بہو تو لاکھوں میں ایک ہے، اس کی شکل تو آفتاب و ماہتاب جیسی ہے، پھر اس کو چڑیل کہنا تمہارے لیے کیوں کر جائز ہوسکتا ہے، کیا تمہیں اللہ کا ذرہ برابر بھی خوف نہیں ہے؟۔

زیبا پروین: میں مانتی ہوں کہ اس کی شکل چودہویں رات کی چاند کی طرح ہے، لیکن اس کی سیرت میں اتنی خرابیاں ہیں کہ اگر ان برائیوں کو میں بیان کرنا شروع کردوں تو ہفتوں، مہینوں اور سالوں گذر جائیں گے لیکن اس کی برائیاں ختم نہیں ہونگی۔

سعیدہ اصغری: دیکھو بہن! اگر کسی انسان میں برائیاں ہوتی ہیں تو اس کے اندر اچھائیاں بھی ہوتی ہیں، تمہیں اسکی برائیوں کے بجائے اس کی اچھائیاں دیکھنی چاہیے کیوں کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں ''بے شک اچھائیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں''۔

زیبا پروین: میری بہو کے اندر ایک بھی اچھائی نہیں ہے، اس کے اندر ناگن، چڑیل، جادوگرنی ہر ایک کی صفات پائی جاتی ہیں، اس نے جادو ٹونا کر کے سب سے پہلے مجھ سے میرے بیٹے کو دور کردیا اور اب مجھے ہر وقت چڑیل بن کر ڈراتی رہتی ہے بچھو کی طرح ڈنک مارتی رہتی ہے اور ناگن کی طرح ڈستی رہتی ہے۔

سعیدہ اصغری: میں تمہاری بہو کو بہت اچھی طرح جانتی ہوں، میں نے اس کے اندر کوئی بھی ایسی برائی نہیں دیکھی ہے جس کی وجہ سے تم اس کو اتنے اچھے اچھے نام سے پکارو، اچھا! مجھے ایک بات بتاؤ کہ تم نے کیسے محسوس کیا کہ تمہاری بہو نے تمہارے بیٹے کو تجھ سے دور کردیا ہے، کیا تمہارا بیٹا تم سے الگ گھر میں رہتا ہے؟ یا تم سے محبت نہیں کرتا ہے؟ یا تم سے بات چیت نہیں کرتا ہے؟

زیبا پروین: ان تینوں میں سے کوئی بھی بات نہیں ہے، میرا بیٹا میرے ساتھ ہی رہتا ہے، وہ مجھ سے بے انتہا محبت کرتا ہے اور مجھ سے بات کیے بغیر نہ اس کا دن شروع ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی رات کا آغاز ہوتا ہے، لیکن شادی کے بعد سے اس کی ایک عادت بدل گئی ہے، وہ شادی سے پہلے ہر مہینے کی ایک تاریخ کو اپنی پوری تنخواہ مجھے دیدیتا تھا، مگر جب سے اس کی شادی ہوئی ہے وہ مجھے ہر مہینے اپنی صرف آدھی تنخواہ دیتا ہے، باقی آدھی تنخواہ وہ اپنی ناگن اور چڑیل بیوی پر لٹا دیتا ہے۔

سعیدہ اصغری: تمہاری باتیں سن کر مجھے لگتا ہے کہ تم ایک جاہل اور بیوقوف عورت ہو، کیا تم نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا ہے کہ شوہر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو وہی کھلائے جو وہ کھاتا ہے اور اپنی بیوی کو اسی قیمت کا کپڑا پہنائے جس قیمت کا کپڑا وہ پہنتا ہے، یاد رکھو زیبا! جس طرح تمہارے بیٹے پر تمہارے حقوق ہیں، اسی طرح تمہارے بیٹے پر اس کی بیوی کے بھی حقوق ہیں، لہذا تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تیرا بیٹا اپنی ماں اور بیوی دونوں کے حقوق کی ادائیگی کر رہا ہے، لیکن تم اپنے بیٹے اور بیوی کی تعریف کرنے کے بجائے اس کی برائی میں لگی ہوئی ہو، حالاں کہ اس میں تیری بہو کا کوئی قصور اور اس معصوم کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

زیبا پروین: ارے تم تو میری ناگن بہو کی اس طرح تعریف کر رہی ہو جیسے کہ وہ تمہاری ہی بیٹی ہو، سچ سچ بتلاؤ سعیدہ اصغری! میری چڑیل بہو سے تمہارا کوئی رشتہ تو نہیں ہے، کہیں تم رشتہ میں اس کی خالہ وغیرہ تو نہیں لگتی ہو۔

سعیدہ اصغری: وہ اگرچہ میری بیٹی نہیں ہے اور نہ ہی اس سے میرا کوئی رشتہ ہے، لیکن وہ میری بیٹی کی طرح ہے، مجھے بھی اللہ نے ایک بہو (خدیجہ خاتون) اور ایک بیٹی (علیمہ خاتون) سے نوازا ہے، لیکن میں اپنی بہو کو چڑیل نہیں کہتی ہوں، بلکہ اس کو اپنی بیٹی کا درجہ دیتی ہوں، جس طرح میری بیٹی اگر کوئی غلطی کرتی ہے تو محبت اور شفقت کے ساتھ اس کو سمجھاتی ہوں، اسی طرح میری بہو بھی اگر کوئی غلطی کرتی ہے تو اس کو بھی پیار سے سمجھاتی ہوں، میں تو اپنی بہو کو اللہ تعالی کی جانب سے ایک تحفہ سمجھتی ہوں، اس لیے کہ بہو کے آنے سے پہلے گھر کا سارا کام مجھے کرنا ہوتا تھا، لیکن جب سے میری بہو گھر آئی ہے، گھر کا سارا کام کاج وہی کیا کرتی ہے، اور تو اور!!! وہ میرا پیر بھی دبا دیا کرتی ہے، اللہ تعالی اس کو ہمیشہ خوش رکھے اور تم جیسی ناگن ساس کی بری نظر سے اس کی حفاظت کرے۔

زیبا پروین: تمہیں جس طرح رہنا ہے رہو، لیکن میں تو اپنی بہو پر حکومت کرنا چاہتی ہوں، میں اپنی بہو کو اپنے کنٹرول اور مٹھی میں رکھنا چاہتی ہوں۔

سعیدہ اصغری: دیکھو زیبا! اگر تم اپنی بہو پر حکومت کرنا چاہتی ہو تو اس کے ساتھ اچھے اخلاق اور محبت سے پیش آؤ، اگر تم طاقت کے بل بوتے اس کے دل پر راج کرنا چاہتی ہو تو یہ ممکن نہیں ہے، کیوں کہ طاقت سے صرف جسم کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے دلوں کو فتح نہیں کیا جا سکتا اور ایک بات مزید یاد رکھو کہ جس پڑوسن کے بہکاوے میں آ کر تم اپنی بہو کو طاقت کے دم پر مٹھی میں کرنا چاہتی ہو تو کل جب تم کمزور ہو جاؤ گی تو تمہارا سہارا تمہاری پڑوسن نہیں بلکہ تمہاری بہو بنے گی، تمہاری ضرورتوں کو تمہاری پڑوسن نہیں بلکہ تمہاری بہو پوری کرے گی، اس لیے ہوش میں آؤ، اپنی بہو کے دل میں اپنی محبت کی شمع روشن کرو اور طاقت کے بجائے محبت سے اس کے دل کو فتح کرو۔

زیبا پروین: تم بالکل صحیح کہتی ہو بہن! میں پڑوسن کی باتوں میں آ کر اپنی بہو کو خوب طعنے دیتی ہوں، اسے بات بات پر بہت ڈانٹا کرتی ہوں، لیکن جب میں بیمار ہوتی ہوں تو وہ میری خوب خدمت کرتی ہے، وہ میری سیوا کی خاطر رات رات بھر جاگی ہوئی رہتی ہے، تمہاری باتیں سننے کے بعد اب مجھے احساس ہو گیا ہے کہ میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے، اب میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اپنی بہو کو ایک بیٹی کا درجہ دوں گی، اور اس کے ساتھ محبت اور اخلاق سے پیش آؤں گی۔

سعیدہ اصغری: مجھے یقین ہے کہ جب تم اپنی بہو کو اپنی بیٹی کا درجہ دو گی اور اس کے ساتھ بیٹی جیسی محبت اور بیٹی جیسا برتاؤ کرو گی تو وہ بھی تمہیں اپنی ماں کا درجہ دے گی، تم اگر اپنی بہو کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ گی تو وہ بھی تمہارے لیے اپنی ساری خواہشات کو قربان کر کے تمہیں راحت و آرام پہنچانے کی فکر کرے گی۔

نیز اخیر میں مجلس میں شریک تمام خواتین سے میں کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارا گھر اسی وقت جنت نما بن سکتا ہے جب ساس اپنی بہو کو اپنی بیٹی کا درجہ دے اور بہو اپنی ساس کو اپنی ماں کا درجہ دے، اچھا اب میں چلتی ہوں، خدا حافظ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زیبا خاتون: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جہیز ایک مہلک بیماری ہے

☆اس مکالمہ میں پانچ لڑکیاں رہیں گی،سب سے پہلے حسن آراء اپنی بیٹی عبرت کے ساتھ اسٹیج کے ایک طرف سے اور دوسری طرف سے حشمت آئیں گی اور درج ذیل گفتگو کریں گی۔

حشمت جہاں: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حسن آراء: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حشمت جہاں: کیا بات ہے حسن آراء! ماں اور بیٹی اتنی سج دھج کر کہاں جا رہی ہو

حسن آراء: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ایک ہفتہ کے بعد میرے بیٹے خالد کی شادی ہونے والی ہے،لڑکی والوں سے میں نے جہیز میں پلنگ،الماری،فریج،کولر، واشنگ مشین،سلائی مشین،ایک کار اور دس لاکھ روپے کیش کا مطالبہ کیا ہے،سب سامان تو انھوں نے بھیج دیا ہے،لیکن دس لاکھ روپئے میں سے صرف پانچ لاکھ روپئے ہی دیئے ہیں اور پانچ لاکھ روپئے شادی کے دن دینے کا وعدہ کئے ہیں،انھیں پانچ لاکھ روپیوں سے اپنے لئے،اپنی بیٹی کے لئے،اپنے پورے خاندان کے لئے اور اپنے نور نظر خالد کے لیے مینا بازار موتیہاری میں کپڑا وغیرہ خریدنے جا رہی ہوں۔

حشمت جہاں: واہ بہن واہ! تم نے تو کمال ہی کر دیا،جہیز میں اتنا کم سامان کیوں مانگی ہو،ان چیزوں کے ساتھ ایک پٹرول پمپ،ایک اسٹیشن،ایک ہوائی اڈہ اور ساتھ میں دو تین ہیلی کاپٹر بھی مانگ لیتی،تاکہ شاپنگ کرنے کے لئے تم اس طرح پیدل نہیں، بلکہ جہیز کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر جاتی،اچھا ایک بات بتاؤ! تمہیں جہیز لیتے ہوئے بالکل شرم نہیں آئی،آخر تمہارے پاس بھی ایک نوجوان بیٹی ہے،کل جب تم اس کی شادی کے لئے لڑکا ڈھونڈھوگی اور لڑکے والے جہیز میں انھیں چیزوں کا مطالبہ کردیں تو کیا تمہاری اتنی حیثیت ہے کہ تم اپنی بیٹی کے جہیز میں یہ چیزیں دے سکو۔

عبرت جہاں: تم چپ رہو حشمت! تم تو میری ماں کو اس طرح ڈانٹ رہی ہو

جیسے کہ اس نے کوئی بہت بڑا گناہ کرلیا ہے،اور جہاں تک میری شادی کا سوال ہے تو میں لاکھوں میں ایک ہوں،تم دیکھنا! میرے لئے رشتوں کی لائینں لگ جائیں گی۔

حشمت جہاں: اللہ کرے کہ تمہاری شادی سہولت کے ساتھ ہوجائے،لیکن جہاں تک میرا خیال ہے وہ یہ ہے کہ بعض گناہوں کی سزا اللہ تعالی دنیا ہی میں دیدیتے ہیں اور تمہاری امی نے جہیز کا مطالبہ کرکے لڑکی والوں پر جو ظلم کیا ہے، مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالی اس کی سزا کہیں دنیا ہی میں انھیں نہ دے دے۔

عبرت جہاں: یہاں سے چلئے امی جان! ہم پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکے ہیں،اس جیسی جیائن اور مولبیائن عورتیں تو اسی طرح الٹی سیدھی باتیں کرتی رہتی ہیں۔

☆اس کے بعد حشمت،عبرت اور حسن آراء چلی جائیں گی،تھوڑی دیر کے بعد راحت مسکان اپنی بیٹی عصمت کے ساتھ ایک طرف سے اور دوسری طرف سے اصغری خاتون آکر مکالمہ کریں گی۔

راحت مسکان: سنو بہن! ایک ہفتہ کے بعد میری اس بیٹی کی شادی ہونے والی ہے،لڑکے والوں نے جتنا سامان مانگا تھا وہ سب دے چکی ہوں،انھوں نے دس لاکھ کیش کا بھی مطالبہ کیا ہے،جس میں سے پانچ لاکھ روپیہ میں نے کھیت بیچ کرادا کردی ہے،اب میرے پاس کھیت نہیں ہے اس لیے بقیہ پانچ لاکھ کا انتظام بھیک مانگ کر کررہی ہوں،اللہ کے نام پراس دکھیاری بوڑھی ماں کی جھولی میں کچھ روپیہ ڈالدو۔

اصغری خاتون: اللہ اکبر! اب یہ زمانہ بھی آگیا کہ ماں اور بیٹی دونوں بھیک مانگ کر جہیز کے سامان کی تیاری کررہی ہیں،آپ مجھے اپنی سمدھن کا پتہ دیجئے،میں ابھی جاکراس خونخوار اور جہیز کی لالچی عورت کا دماغ درست کرتی ہوں۔

عصمت جہاں: خالہ جان! ان کا نام حسن آراء ہے اور وہ اسی محلّہ میں رہتی ہیں، لیکن آپ ذرا نرم اور دھیمی آواز میں ان سے بات کیجئے گا،کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی باتیں سن کر طیش میں آجائے اور میری شادی توڑ دے،جس کے بعد میری اس بوڑھی ماں کو میری شادی کی خاطر پھر سے یہاں وہاں کا چکر لگانا پڑے۔

اصغری خاتون: تم اس کی فکر مت کرو بیٹی! اگر اس نے جہیز کا سارا سامان واپس نہیں کیا تو میں اپنے بیٹے طارق کی شادی تم سے کرادوں گی۔

☆اس کے بعد راحت، عصمت اور اصغری چلی جائیں گی اور تھوڑی دیر کے بعد ایک طرف سے حشمت اور اصغری اور دوسری طرف سے حسن آراء اور عبرت آکر مکالمہ کریں گی۔

اصغری خاتون: اچھا تم ہی وہ خونخوار عورت ہو جس کی وجہ سے آج ایک بوڑھی ماں اپنی نوجوان بیٹی کو لیکر تمہاری خواہش پوری کرنے کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہی ہیں اور بھیک مانگنے پر مجبور ہو چکی ہے۔

حسن آراء: خاموش ہو جاؤ مولبیائن، ابھی ابھی یہ مفتیائن فتوی دی ہے، اب تم میرا دماغ مت کھاؤ، پتہ نہیں صبح اٹھ کر آج میں نے کس کا منھ دیکھ لیا تھا جو تم جیسی مولبیائن اور مفتیائن عورتوں سے ملاقات ہو رہی ہے، ارے تمہیں کیا معلوم! کہ میں نے اپنے بیٹے خالد کو کتنی مشقتوں سے پالا ہے، اس کی پرورش اور تعلیم کے لئے میں نے کتنی چیزوں کی قربانیاں دی ہیں، اور اسی پر بس نہیں! میں نے اپنے بیٹے کی تعلیم نیپال کے بجائے امریکہ میں کرائی تاکہ میرا بیٹا لاکھوں اور کروڑوں میں ایک ہو اور اس کے بچپن ہی سے میرا سپنا تھا کہ میں اس کی شادی خوب دھوم دھام سے کراؤں گی اور لڑکی والوں سے ڈھیر سارا جہیز لوں گی۔

اصغری خاتون: شرم کرو! اس سے اچھا تو یہ تھا کہ تم کسی اسٹیشن پر جا کر بیٹھ جاتی اور اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت پر جتنا روپیہ خرچ کی ہو وہ بھیک مانگ کر وصول کرتی رہتی، ارے شیطان صفت خونخوار عورت! کیا تم اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہو کہ اسی جہیز کی خاطر آج کروڑوں غریب بچیوں کی زندگیاں اجیرن بن گئیں ہیں، اسی جہیز کی وجہ سے لاکھوں معصوم دوشیزاؤں کے ہاتھ مہندی کے رچائے جانے سے محروم ہیں، اسی جہیز کی خاطر شادی نہ ہونے کی وجہ سے ہر سال ہزاروں معصوم بچیاں پھانسی لگالیتی ہیں اور ہزاروں بچیاں غیر مسلموں سے شادی کرلیتی ہیں، اسی جہیز کی خاطر لاکھوں لڑکیوں کو

اس کے والدین پیٹ میں ہی مار دیتے ہیں، تم کہتی ہو کہ تم نے اپنے بیٹے کو بہت محبتوں اور مشقتوں سے پالا ہے، تو میں تم سے ایک سوال کرتی ہوں، کیا لڑکی کے والدین نے اپنی چاندسی بیٹی کو محبت سے نہیں پالا ہے؟ کیا لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر پیسے خرچ نہیں ہوتے ہیں؟ ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو! کل اگر سارے بیٹی والے یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم اپنی بیٹی کی شادی اسی لڑکے سے کرائیں گے جس کے والدین جہیز میں ہمیں فلاں فلاں چیزیں دیں تو اس وقت تم کیا کرلوگی؟ ابھی بھی وقت ہے، سنبھل جاؤ، بہو کو اپنے اور اپنے بیٹے کے لئے قدرت کا انمول اور قیمتی تحفہ سمجھو، اپنے بیٹے کو بیچنا بند کرو، تمہارا بیٹا ایک انسان ہے اس کو بیچنے کا سامان مت بناؤ۔

حسن آراء: تمہاری باتیں سننے کے بعد میری عقل ٹھکانہ پر آگئی ہے، میں ابھی جا کر اپنی سمدھن سے معافی مانگتی ہوں اور اس کا سارا رقم واپس کر دیتی ہوں۔

☆اس کے بعد راحت اور عصمت اسٹیج پر چلی آئیں گی اور حسن آراء راحت سے کہے گی۔

حسن آراء: مجھے معاف کردو سمدھن! مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے، میں وہ سارا سامان اور روپیہ تمہیں واپس کردوں گی جو تم سے جہیز کے نام پر میں نے مانگی ہے

راحت مسکان: ٹھیک ہے سمدھن! میں نے تمہیں معاف کردیا، اللہ تعالی بھی تمہیں معاف کردے، لیکن یہاں پر بیٹھی ہوئی ان تمام عورتوں سے جو جہیز کی خواہش رکھتی ہیں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ

گھر بیچ کر غریب کب تک بیاہے گا بیٹیاں — کبتک یہ جہیز یوں ہی کھائے گا بیٹیاں
ایسا ہی چلن سماج میں رہا تو ایک دن — پھر سے باپ زندہ دفنائے گا بیٹیاں
ماں باپ کا گھر بکا تو بیٹی کا گھر بسا — کتنی ہے دل خراش یہ رسم جہیز بھی

تمام طالبات: آیئے! ہم سب مل کر اور ہاتھ اٹھا کر یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے بیٹے کی شادی سنت کے مطابق کریں گے اور جہیز بالکل نہیں لیں گے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

استانی کا پیغام ماں اور بیٹی کے نام

☆اس مکالمہ میں تین طالبات رہیں گی جن میں سے دو ہم عمر ہوں اور ایک کی عمر کم ہو، یاسمین ماں کا کردار، عائشہ بیٹی کا کردار اور ناظرین استانی کا کردار نبھائیں گی۔

یاسمین خاتون: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناظرین خاتون: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یاسمین خاتون: آپ کی طبیعت کیسی ہے آپا جان؟

ناظرین خاتون: میں تو الحمد للہ بہت ٹھیک ہوں، لیکن تمہارے چہرہ پر بہت اداسی چھائی ہوئی ہے، کوئی پریشانی ہے کیا؟۔

یاسمین خاتون: کیا بتلاؤں آپا؟ اپنا غم کس کو سناؤں؟ یہ میری سب سے لاڈلی بیٹی ہے، لیکن جیسے جیسے یہ بڑی ہو رہی ہے، میری نافرمانی کرتی جا رہی ہے، اسی کی فکر میں میرے راتوں کی نیند اور دن کا سکون ختم ہو گیا ہے، اس لیے میں اداس ہوں۔

ناظرین خاتون: کیوں بیٹی! اپنی امی کی بات کیوں نہیں مانتی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے جنت رکھی ہے؟ کیا تمہیں اس بات کا ذرہ برابر بھی احساس نہیں ہے کہ یہ وہی ماں ہے جس نے نو ماہ تک تمہیں اپنے پیٹ میں مشقتوں سے رکھا اور نہایت کرب والم کے ساتھ تمہیں جنم دیا؟ کیا تم بھول گئی ہو کہ اسی ماں نے تمہیں اپنے خونِ جگر سے سینچ کر بڑا کیا اور اسی کی بدولت آج تم گفتگو کرنے پر قادر ہو، اس کے باوجود تم اپنی ماں کی نافرمانی کر رہی ہو۔

عائشہ خاتون: آپا جی! میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ میری ماں کے قدموں تلے جنت ہے، میں اس سے بھی واقف ہوں کہ ماں وہ نعمت ہے جس کے بغیر گھر قبرستان کی طرح لگتا ہے، جس کی محبت کبھی بھی دکھلاوے کے لیے نہیں ہوتی ہے، جس کا پیار سمندر کی مانند ہر وقت جوش میں رہتا ہے، جس کی محبت چٹان سے زیادہ مضبوط اور

سمندر سے زیادہ گہری ہوتی ہے، جس کا رشتہ ہمیشہ رہنے والا رشتہ ہے، ان سب باتوں کے باوجود میری ماں نے میرے ساتھ چند اعمال ایسے کیے ہیں جن کی وجہ سے میں ہر وقت ڈپریشن میں مبتلا رہتی ہوں اور اسی چڑ چڑا پن کی وجہ سے میرے مزاج میں سختی پیدا ہوگئی ہے جس کی بناء پر میں ان کی بات نہیں مانتی ہوں۔

ناظرین خاتون: میں تمہاری بات سمجھ نہیں پائی ہوں بیٹی! ذرا مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تمہیں اپنی ماں سے کس قسم کی شکایتیں ہیں، تاکہ اگر واقعتاً تمہاری ماں سے کوئی بھول چوک ہوئی ہے تو میں اسے بھی سمجھادوں گی۔

عائشہ خاتون: آپا جی! یہ بات آپ بھی جانتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ماں باپ پر اس کی اولاد کے تین حقوق ہیں (١) اپنی اولاد کا بہتر اور اسلامی نام رکھے (٢) اپنی اولاد کو قرآن وحدیث کی تعلیم دے (٣) جب اس کی شادی کی عمر ہو جائے تو اس کی شادی کرادے (تنبیہ الغافلین: ٩٥) لیکن میں جب پیدا ہوئی تو میری ماں نے اسلامی نام کے بجائے میرا نام پھولن دیوی رکھ دیا، اب محلّہ کی ساری لڑکیاں مجھ پر ہنستی ہیں تو مجھے اپنی ماں پر غصہ آتا ہے، جب میں بڑی ہوئی تو انھوں نے میرا داخلہ مدرسہ کے بجائے اسکول میں کرادیا، جس کی وجہ سے میری ساری سہیلیاں نماز پڑھتی ہیں لیکن مجھے نماز پڑھنے کا طریقہ بھی معلوم نہیں ہے، میری ساری سہیلیوں کی شادی ہوگئی ہے ان کے دو دو اور چار چار بچے بھی ہیں لیکن انھوں نے ابھی تک میری شادی نہیں کرائی ہے، اس لیے مجھے ان سے تکلیف ہے اور ان سے ناراض رہتی ہوں

ناظرین خاتون: کیوں یاسمین! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جس طرح تمہاری بیٹی پر تمہارے حقوق ہیں، اسی طرح تمہارے اوپر بھی تمہاری بیٹی کے حقوق ہیں، اور جب تم نے اپنی بیٹی کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیا ہے تو تمہیں اپنی بیٹی کی شکایت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

یاسمین خاتون: استانی جی! مجھے معلوم ہے کہ میرے اوپر بھی میری بیٹی کے تین حقوق واجب ہیں، لیکن ان حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اس لیے ہوئی کہ جب میری اس بیٹی کی پیدائش ہوئی تو یہ پھول کی طرح خوب صورت اور نرم و نازک تھی، اس لیے میں نے اس کا نام پھولن دیوی رکھ دیا، جب یہ بڑی ہوئی تو بہت ذہین نکلی اس لیے اس کا داخلہ مدرسہ کے بجائے اسکول میں کرا دیا، تاکہ یہ نوکری کے قابل بن سکے اور میں اپنی بیٹی سے بہت محبت کرتی ہوں اس لیے اب تک اس کی شادی نہیں کی ہوں، میں چاہتی ہوں کہ یہ میری نظروں کے سامنے رہے اور مجھ سے پل بھر کے لیے بھی جدا نہ ہو۔

ناظرین خاتون! استغفر اللہ! استغفر اللہ! میں تم کو ایک تعلیم یافتہ اور سمجھ دار خاتون سمجھتی تھی، لیکن آج معلوم ہوا کہ تم انتہائی بیوقوف عورت ہو، تمہیں اپنی بیٹی کا ایسا نام رکھنا چاہیے تھا جو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات، بنات طیبات اور صحابیات کے نام پر ہو، لیکن تم نے اپنی بیٹی کا نام پھول سے جوڑ کر پھولن دیوی رکھ دیا، اور تمہارے بقول تم نے نوکری کی خاطر اپنی بیٹی کو دینی تعلیم کے بجائے دنیوی تعلیم دی، تو کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ عورت کے نان و نفقہ کی پوری ذمہ داری مرد پر ہوتی ہے، بیٹی کے نان و نفقہ کی ذمہ داری باپ پر اور بیوی کے نان و نفقہ کی ذمہ داری شوہر پر ہوتی ہے، اس کے باوجود غیر محرموں کے درمیان بھیج کر اپنی بیٹی سے نوکری کرانے کی تمہیں کیا ضرورت ہے، اور آج جب اس کی لعنت تمہارے اوپر پڑ رہی ہے تو تم اپنی بیٹی کی شکایت کر رہی ہو، حالاں کہ سارا قصور تمہارا ہی ہے۔

یاسمین خاتون! آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو دنیوی تعلیم دلا کر بہت بڑی غلطی کی ہے جس کا خمیازہ میں بھگت رہی ہوں۔

ناظرین خاتون: دیکھو یاسمین! میرے کہنے کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ تم نے اپنی بیٹی کو دنیوی تعلیم دلا کر بہت بڑی غلطی کی ہے، بلکہ میری بات کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیٹی

کو دنیوی تعلیم دلانے سے پہلے اس کو دینی تعلیم دلانے کی ضرورت تھی، تا کہ اس کا قدم راہ حق سے نہ بھٹکے، لیکن افسوس!!! کہ تم نے اسے صرف دنیوی تعلیم سے آراستہ کیا اور دینی تعلیم سے محروم رکھا؛ اس لیے تمہارا جرم سنگین ہے، اگر تم اپنی بیٹی کو دونوں تعلیم سے آراستہ کرتی اور اس کو اسکول بھیجنے کے بجائے اس مدرسہ میں بھیجتی جہاں دینی اور دنیوی دونوں طرح کی تعلیم دی جاتی ہو تو آج تمہیں کفِ افسوس ملنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

یاسمین خاتون: ٹھیک ہے استانی جی! میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ آج ہی اس کا داخلہ (جامعہ ماریہ نسواں ڈھاکہ) میں کرادوں گی، سنا ہے وہاں علوم دینیہ وعلوم عصریہ دونوں سے طالبات کو آراستہ کیا جاتا ہے، نیز میں اس کا نام بھی بدل دیتی ہوں، آج اور ابھی سے اس کا نام میں (عائشہ خاتون) رکھ دیتی ہوں۔

ناظرین خاتون: اللہ تعالیٰ تم کو اپنے وعدہ پر قائم رکھے!!! ہاں! ایک بات تم سے اور کہنا چاہتی ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی میں تاخیر مت کرنا، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب لڑکی کا مناسب رشتہ مل جائے تو فوراً اس کی شادی کرادو، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی نورِ نظر حضرت فاطمہ کی شادی صرف سولہ سال کی عمر میں حضرت علی سے کرادی تھی، حالاں کہ نبی اکرم ﷺ تم سے ہزاروں گنا زیادہ اپنی بیٹی سے محبت کرتے تھے، اس لیے بیٹی کی شادی میں تاخیر مت کرو، آج کل اولاد کی شادی میں تاخیر کرنے کی وجہ سے ہمارے معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں جنم لے رہی ہیں جن کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔

یاسمین خاتون: ٹھیک ہے استانی جی! میں آج ہی سے اس کی شادی اور دینی تعلیم دونوں کا بندوبست کرتی ہوں، اچھا آپا جی! اب میں چلتی ہوں، جلد ہی آپ سے دوبارہ ملاقات کرنے آؤں گی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ناظرین خاتون: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ



نظامت کے عمدہ اسالیب

سالانہ اجلاس کے لیے تمہیدی کلمات

میری قابلِ اکرام ماؤں اور بہنوں!

آج کا دن ہم تمام طالبات کے لیے خصوصا اور مجلس میں شریک تمام خواتین کے لیے عموما انتہائی خوشی و مسرت کا دن ہے، یہ وہ دن ہے جس کا انتظار ہم اور ہمارے والدین بہت شدت سے کر رہے تھے اور اللہ کے فضل و کرم سے آج جب یہ دن آ گیا ہے تو ہمارا دل فرحت و مسرت سے جھوم رہا ہے، ہماری آنکھوں میں خوشی و مسرت کے آنسو چھلک رہے ہیں، ہم اللہ تعالی کے شکر گذار ہیں کہ اس نے ہمیں یہ موقع عنایت فرمایا کہ ہم آپ کے سامنے اپنے مافی الضمیر کو ادا کر سکیں اور ہم اپنے اساتذۂ کرام کے بھی احسان مند ہیں جنھوں نے ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم آپ کے سامنے اپنے احساسات و جذبات کی صحیح ترجمانی کر سکیں اور پورے عالم میں دین کے پیغام کو پھیلا سکیں۔

آج کا دن ہمارے لیے خوشی و مسرت کا دن اس لیے ہے کہ اب تک ہم نے اپنے مدرسہ کی انجمن اور اس کی چہار دیواری میں رہ کر جو کچھ سیکھا ہے آج اسے اتنے بڑے مجمع کے سامنے ہمیں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوگی اور مجلس میں شریک تمام خواتین کے لیے بھی یہ مسرت و شادمانی کا دن ہے کیوں کہ آج وہ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو اسٹیج پر دیکھیں گی، مجھے یقین ہے کہ آج آپ کا دل اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی تلاوت، ان کے نعتیہ کلام اور تقاریر و مکالمات کو سن کر بھر آئے گا اور آپ کے لیے یہ ایک یادگار دن ثابت ہوگا، میں اللہ تعالی سے دعا کرتی ہوں کہ وہ اس اجلاس کو کامیابی سے ہم کنار کرے اور اس اجلاس کے لیے جنھوں نے بھی کوششیں اور محنتیں کی ہیں اللہ انھیں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے اور ان کے اس عمل کو قبول فرمائے، آمین۔

تحریک صدارت کا طریقہ

یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ جس جماعت کا کوئی امیر نہ ہو وہ جماعت بچھڑ جایا کرتی ہے، جس قافلہ کا کوئی رہبر نہ ہو وہ قافلہ بھٹک جایا کرتا ہے، جس لشکر کا کوئی سپہ سالار نہ ہو تو وہ لشکر شکست کھا جاتا ہے، جس چمن کا کوئی مالی نہ ہو وہ اجڑ جاتا ہے، اسی طرح جس اجلاس کا کوئی رہنما، کوئی قائد اور کوئی سر پرست نہ ہو وہ اجلاس اپنے مقصد میں نا کام و نا مراد ہو جاتا ہے، اسی کے پیش نظر اس اجلاس کو کامیاب اور بامراد بنانے کی خاطر صدارت کے منصب کے لئے میری نظر ایک ایسی عظیم ہستی پر جا کر ٹھہر جاتی ہے جو محاسن اخلاق اور علمی لیاقت کی بنا پر قابل تعظیم ہیں، جو مکارم اخلاق کی روشنی میں لائق قدر ہیں، جو اپنی بے مثال خوبیوں کی وجہ سے تمام خواتین میں مشہور و معروف ہیں، ان کلمات سے میری مراد ستودہ صفات کی حامل محترمہ (شاہین تارہ) کی ذات اقدس ہے، جن کی شان میں یہ شعر بجا ہے

کسی کی سمت نہ دیکھا تیرے حصول کے بعد
یہی دلیل میرے حسنِ انتخاب کی ہے

مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ دیگر طالبات میری تائید ضرور کریں گی۔

تائید صدارت کا طریقہ

جس عظیم ہستی کا نام گرامی صدارت کے لئے پیش کیا گیا ہے وہ اس منصب جلیل کی بخوبی حقدار ہیں، لہذا میں اپنی طرف سے اور بزم کے کارکنان کی جانب سے بصد احترام اس کی تائید کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ یہ پروگرام ان کی صدارت میں برکات وحسنات کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچے گا۔

سرور و شادمانی موجزن ہے آج ہر دل میں
جو میر کارواں بن کر کے آئیں آپ محفل میں

تلاوت کی دعوت کے پانچ اسالیب

تمہیدی کلمات کا پہلا اسلوب

دنیا کے تمام مسلمانوں کا یہ دستور ہے کہ وہ اپنی علمی، اصلاحی اور دیگر مجلسوں کا آغاز اللہ تعالی کی مقدس کتاب قرآن مجید کی تلاوت سے کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ تلاوت قرآن ہماری مجلسوں کی روح اور ہماری محفلوں کی جان ہے، تلاوت قرآن ہمارے مکانوں کی رونق، ہمارے دلوں کا سرور اور ہمارے چہروں کا نور ہے، کیوں کہ قرآن مجید کو جو خصوصیات حاصل ہیں وہ دنیا کی کسی بھی کتاب کو حاصل نہیں ہیں، اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے اس کا نازل کرنے والا اللہ ہے جو صادق و برحق اور اس حسین دنیا کا پالنہار ہے اور جس شخصیت پر قرآن کا نزول ہوا ہے وہ تمام مخلوقات میں سب سے افضل ومکرم ہیں۔

تمہیدی کلمات کا دوسرا اسلوب

آج کی اس مبارک اور پرنور محفل کا آغاز میں تلاوتِ کلام اللہ سے کرنا چاہتی ہوں؛ کیوں کہ جس طرح راتوں میں سب سے افضل رات شب قدر ہے، جس طرح دنوں میں تمام دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے، جس طرح مہینوں میں سب سے مبارک مہینہ ماہ رمضان ہے، جس طرح مخلوقات میں سب سے افضل مخلوق انسان ہے، جس طرح فرشتوں میں سب سے افضل حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں، جس طرح رسولوں میں سب سے مکرم ہمارے نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے، اسی طرح تمام آسمانی کتابوں میں سب سے افضل واشرف، سب سے معظم ومکرم کتاب قرآن مجید ہے۔

دعوت تلاوت کا پہلا اسلوب

لہذا میں قرآن پاک کی تلاوت سے محفل کا آغاز کرنے کے لیے ایک ایسی

طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جو اپنی تلاوت سے روحوں کو تڑپا دیتی ہے، آنکھوں کو آبدیدہ اور نمدیدہ کر دیتی ہے، جو اپنی سریلی آواز اور دلکش لہجہ سے دلوں کے زنگ کو دور کر دیتی ہے، جس کی تلاوت کیف و مستی سے سرشار کرتی ہے تو وجد و حال سے بھی دوچار کرتی ہے، جس کی تلاوت جذبۂ عمل کو بیدار کرتی ہے تو روحوں کو سرشار بھی کرتی ہے، میری مراد محترمہ (ماہ جبیں) کی ذات گرامی ہے جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت دیتی ہوں کہ

جو چیز ضروری ہے مسلمان نہیں پڑھتے
ایمان کے صحیفے کو نگہبان نہیں پڑھتے
یہ کیسے مسلمان ہیں جو صبح سویرے
اخبار تو پڑھ لیتے ہیں قرآن نہیں پڑھتے

دعوت تلاوت کا دوسرا اسلوب

قرآن مجید وہ لازوال، بے مثال، مقدس اور عظیم الشان کتاب ہے جس کو جتنی بار پڑھی جائے اتنی ہی زیادہ اسے پڑھنے اور سننے کی خواہش ہوتی ہے، یہ وہ یکتا اور منفرد کتاب ہے جس کے پڑھنے میں بھی لذت ملتی ہے، سننے میں بھی لذت ملتی ہے اور جس کو دیکھنے میں بھی لذت ملتی ہے، لہذا میں پھر سے تلاوت کلام اللہ کے لئے ایک ایسی طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس نے قرآن کی فضاء میں اپنی آنکھ کھولی ہے، جس نے قرآن کو اپنے اندر اتارا ہے اور اپنے سینے میں قرآن مجید کو رچایا اور بسایا ہے، جو قواعد تجوید پر کافی گہری نظر رکھتی ہے اور رموز و اوقاف سے اچھی طرح واقف ہے، ان کلمات سے میری مراد محترمہ (خوشبو ناز) کی مبارک ہستی ہے جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

کتابوں میں جو افضل ہے اسے قرآن کہتے ہیں
اتارا ہے اسے جس نے اسے رحمٰن کہتے ہیں

سجالے اپنے سینے میں جو اس کے تیس پاروں کو
زمانے بھر میں اس کو حافظ قرآن کہتے ہیں

دعوت تلاوت کا تیسرا اسلوب

لہذا میں اس مجلس کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے کرنے کے لیے اس باکمال طالبہ کو دعوت دینا چاہتی ہوں جس کی آواز میں عجیب سوز وگداز، انداز میں پر کشش حلاوت اور لہجہ میں مٹھاس ہے، جو اپنی سریلی آواز سے کانوں میں رس گھول دیتی ہے، جو فن قرأت کی مشہور شہسوار ہے، میری مراد اس سے محترمہ (افسری خاتون) کی ذات عالی ہے، میں اس شعر کے ساتھ انھیں دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

نعت کی دعوت کے دس اسالیب

تمہیدی کلمات کا پہلا اسلوب

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اللہ تعالی کی حمد وثناء کے بعد اگر کوئی ذات اس لائق ہے کہ ان کی تمام مجالس میں تعریف کی جائے تو وہ کونین کے سردار، آمنہ کے لعل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے، جن کو اللہ تعالی نے ظاہری اور باطنی تمام خوبیوں سے نوازا ہے، جن کے صدقۂ طفیل میں اس کائنات کو وجود میں لایا گیا ہے، جن سے محبت کو ایمان کی علامت اور ایمان کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، جن کے لئے یہ بزم ہستی سجائی گئی ہے، جن کے سر اقدس پر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا ہے، جنہیں سید الاولین والآخرین کے لقب سے نوازا گیا ہے، جنہیں شافعِ محشر کا اعزاز عطا کیا گیا ہے، جن کو ساقیِ کوثر کے منصب عظیم سے سرفراز کیا گیا ہے، جن کو معراج کی رات

سارے نبیوں کی امامت کا شرف حاصل ہوا ہے، جن کی امت کو دنیا کی بہترین امت کہا گیا ہے، جن کے نام کو اللہ تعالی نے اپنے نام کے ساتھ ہر جگہ ذکر کیا ہے۔

تمہیدی کلمات کا دوسرا اسلوب

اللہ تعالی کی تعریف وتوصیف کے بعد اگر کوئی ہستی اس لائق ہے کہ اس کی تمام مجالس میں تعریف کی جائے تو وہ نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اس قدر کمالات ومحاسن سے نوازا ہے کہ اگر سمندر کے پانی کی روشنائی اور درختوں کا قلم بنالیا جائے پھر بھی نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے کسی ایک گوشہ کا بھی احاطہ نہیں ہوسکتا ہے، وہ ایسی مقدس ذات ہے جس کے صدقے پھولوں کو رنگت نصیب ہوئی اور غنچوں کو غنچگی ملی، وہ ایسی بابرکت ہستی ہے جس کے طفیل سورج کو روشنی، چاند کو چاندنی، ستاروں کو تابندگی، پہاڑوں کو بلندگی، دریاؤں کو طغیانی، موجوں کو روانی، پودوں کو شادابی، کھیتوں کو ہریالی، زمین کو وسعت اور آسمان کو بلندی عطا کی گئی۔

تمہیدی کلمات کا تیسرا اسلوب

تلاوت کلام اللہ کے بعد اب ہم مدح رسول اور ذکر رسول کے میدان میں قدم رکھتے ہیں تاکہ محفل کی رونق یوں ہی برقرار رہے، جلسے میں یوں ہی نکھار رہے، ماحول پرانوار رہے، یہ ہوا بھی مشکبار رہے، یہ فضا بھی خوشگوار رہے، موسم کا رنگ؛ رنگ بہار رہے، ہم پر رحمتوں کی بوچھار رہے، بے حد اور بے شمار رہے، فلک تک فرشتوں کی قطار رہے اور دل عشق نبی میں سرشار رہے، زباں پہ صل علی کی پکار رہے اور جب نعت نبی کی ترنم خیز آواز ہمارے کانوں میں رس گھول رہی ہو تو دلوں کو فرحت حاصل ہو، دماغ کو راحت نصیب ہو، آنکھوں کو ٹھنڈک ملے، ذہنوں کی کلیاں کھل اٹھیں اور لبوں پر درود وسلام کی چاشنی میسر ہو۔

دعوت نعت کا پہلا اسلوب

لہذا میں نبی اکرم ﷺ کی شانِ اقدس میں مدح سرائی کے لیے ایک ایسی طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس کا دل حضور اکرم ﷺ کی یاد میں دیوانہ ہے، جس کے لبوں پر نبی رحمت ﷺ کے نام کا ترانہ ہے، جو گنگناتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ آواز لب ودہن سے نہیں بلکہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکل رہی ہے، میرا اشارہ کلام محترمہ (صحراء خاتون) کی جانب ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

تیری آواز میں وہ کشش ہے اہل محفل بھی پریشان ہیں
تیری شیریں کلامی کو سن کر مست کوئل بھی حیران ہے

دعوت نعت کا دوسرا اسلوب

لہذا میں بارگاہِ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک ایسی ترنم خیز شاعرہ کو دعوت اسٹیج دیتی ہوں جس کی خوش آوازی پر تمام طالبات رشک کرتی ہیں، جو اپنی بانسری جیسی آواز سے طالبات کو مدہوش کر دیتی ہے، جس کی نعت کوثر میں ڈوبی ہوئی، نور ونکہت میں سجی ہوئی اور شمیم جانفزاں میں بسی ہوئی ہوتی ہے، جس کے نعتیہ کلام کو سن کر طالبات جھوم اٹھتی ہیں اور اس کے ہر ایک مصرعہ پر سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کے نعرے بلند کرنے لگتی ہیں، ان کلمات سے میری مراد محترمہ (درخشاں ناز) کی مبارک ہستی ہے جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

روح کا ساز چھیڑ جاتی ہے، دل کی رگ رگ میں گنگناتی ہے
صرف لہجہ ہی نہیں ترنم خیز، ان کی خاموشی بھی دل لبھاتی ہے

دعوت نعت کا تیسرا اسلوب

لہذا نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس بیان کرنے کے لیے میں ایک ایسی طالبہ کو

دعوت دیتی ہوں جس کی سریلی آواز سن کر روح میں وجد آجاتا ہے، آنکھیں برسنے پر مجبور ہو جاتی ہیں اور جس کے کلام کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، مرجھائی ہوئی کلیوں میں بھی جان پڑ جاتی ہے اور محفل میں دھوم مچ جاتی ہے، میرا اشارہٗ کلام محترمہ (سعیدہ اصغری) کی جانب ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت دیتی ہوں

پیاسی رہوگی ساقی کوثر کو چھوڑ کر
پی جاؤ چاہے سات سمندر نچوڑ کر
کتنا بلند ہوگیا ہے یہ مٹی کا آدمی
رشتہ رسول پاک کے قدموں سے جوڑ کر

دعوت نعت کا چوتھا اسلوب

لہذا نعت نبی پیش کرنے کے لیے میں اس طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس کی نغمہ سرائی بے حسی کی زنجیر کو ہلا دیتی ہے، جس کی دلنشیں آواز برف کے مانند جمے انسان کو بھی حرکت میں لے آتی ہے، جس کی سریلی آواز سوئی ہوئی قوم کو جگاتی ہے، دلوں کو گرماتی ہے، افسردہ ضمیر کو جھنجھوڑتی ہے اور پژمردہ دماغ کو کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے اس سے میری مراد ترنم کے جزیرہ کی شہزادی محترمہ (ناظرین پروین) کی مبارک ہستی ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ میں دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسن رسول ہے
یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے
اے کاروان شوق یہاں سر کے بل چلو
طیبہ کے راستے کا تو کانٹا بھی پھول ہے

دعوت نعت کا پانچواں اسلوب

میں بہت دیر سے دیکھ رہی ہوں کہ آپ سبھوں پر رفتہ رفتہ غنودگی طاری ہو رہی

ہے اور آپ یہ چاہتی ہیں کہ کملی والے آقا، امتوں کے غم میں رونے والے آقا، شہنشاہ عالم کے باوجود ٹوٹی چٹائی پر بیٹھنے والے آقا، امام المرسلین اور خاتم النبیین کا لقب پانے والے آقا، جہاں جبرئیل کے پاؤں لڑکھڑا جاتے ہیں اس سے بھی آگے جانے والے آقا، پتھر کھا کر دعائیں دینے والے آقا، مکہ میں پیدا ہو کر مدینہ جا کر بسنے والے آقا کی مدح سرائی کے ذریعہ اس غنودگی کو دور کریں، تو آیئے! آپ کی اس چاہت کو پوری کرنے کے لیے میں اس طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جو منفرد لب ولہجہ اور شگفتہ طرز و ترنم کی مالکن ہے، جو اپنے مخصوص لب ولہجہ میں مدح سرائی کرنے کی وجہ سے مجمع کو داد دینے پر مجبور کر دیتی ہے، جس کی آواز میں پھولوں کی مہک، کلیوں کی چٹخ، چڑیوں کی چہک، ستاروں کا تبسم، شبنم کی مسکراہٹ، چاند کی چمک ساری خوبیاں موجود ہیں، میری مراد محترمہ (یاسمین خاتون) کی مبارک ہستی ہے جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت دیتی ہوں:

جب یہ نعت پڑھتی ہیں لبوں سے پھول جھڑتے ہیں
زباں کی سرخ قینچی سے ہزاروں دل کترتی ہیں

دعوت نعت کا چھٹا اسلوب

میں پھر سے بارگاہِ نبوت میں عقیدت کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے ایک ایسی طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس کی آواز میں ایسی کشش ہے کہ جب وہ نعت پڑھتی ہے تو فضاؤں پر بھی خموشی طاری ہو جاتی ہے، جو اپنے انوکھے انداز، نادر و نایاب کلام اور اپنی پر کشش آواز سے مجمع کو مسحور و مخمور کر دیتی ہے، جس کی پر کیف اور دل سوز آواز سے شاعری کی دنیا جھوم اٹھتی ہے، میری مراد اس سے محترمہ (راحت مسکان) کی ذات عالی ہے جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

کھنک اٹھتے ہیں پیمانے تو بہروں کان بجتے ہیں
بڑی جادو بھری دلکش تیری آواز ہوتی ہے

تقریر کی دعوت کے پانچ اسالیب

تمہیدی کلمات برائے دعوت تقریر

ہم سب اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اس انجمن کے قیام کے مقاصد میں سے ایک بنیادی اور مرکزی مقصد یہ ہے کہ ہمیں اس انجمن کے ذریعہ اپنے مافی الضمیر کے اظہار کا طریقہ اور دوسروں تک اپنے احساسات و پیغامات کو منتقل کرنے کا اسلوب آجائے اور یہ بغیر تقریر کے ممکن نہیں ہے؛ کیوں کہ تقریر ہی وہ فن ہے جس کے ذریعہ ہم بہت ہی مختصر وقت میں ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں افراد تک اپنا پیغام آسانی کے ساتھ پہنچا سکتی ہیں، تقریر ہی وہ بہتر طریقہ ہے جس کے ذریعہ ہم حالات کا دھارا بدل سکتی ہیں، معاشرہ میں انقلاب برپا کرسکتی ہیں، سوئی ہوئی قوم کو جگا سکتی ہیں، بے جان اور پژمردہ قلوب میں تازگی اور نشاط پیدا کرسکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں تقریر کو مہتم بالشان اور قابل فخر فن کی حیثیت حاصل رہی ہے اور اقوام وقبائل کے امراء اور قائدین کے لئے فصیح اللسان خطیب ہونا ایک لازمی امر تھا۔

تقریر وخطابت کی اسی اہمیت وافادیت کے پیش نظر مدارس اسلامیہ میں دیگر علوم وفنون کی تحصیل کے ساتھ تقریر کی مشق وتمرین پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور اس کے لئے ہفتہ واری انجمنوں کا انعقاد کیا جاتا ہے، جن میں سے ایک انجمن ہماری یہ (انجمن اصلاح البنات) بھی ہے، جس کے سائباں تلے ہماری صلاحتیں نکھرتی ہیں اور استعدادیں پروان چڑھتی ہیں، اپنے مافی الضمیر کے ابلاغ وترسیل کا ڈھنگ اور سلیقہ آتا ہے اور زبان و بیان کی تراش وخراش کے مواقع حاصل ہوتے ہیں، اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ان میں پوری دلچسپی سے حصہ لیں تاکہ زندگی کے ہر میدان میں ہم اسلام کی صحیح نمائندگی کرسکیں اور صالح معاشرہ کی تشکیل میں اہم رول ادا کرسکیں۔

دعوت تقریر کا پہلا اسلوب

چنانچہ میں تقریر کے لئے ایک ایسی طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس کی تقریر سے باطل لرز جاتا ہے اور بے ہنگم زندگیوں میں انقلاب برپا ہوجاتا ہے، جس کے کلام کی قوت سے کفر و باطل کی دنیا برباد ہوجاتی ہے اور توحید کا علم بلند ہوتا ہے، جس کی تقریر سے مردہ انسانیت کو زندگی ملتی ہے اور نئے ولولوں سے ہم آہنگ ہوتی ہے، میری مراد محترمہ (آفرین خاتون) کی ذات عالی ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت دیتی ہوں کہ

آپ گل ہیں، مہک ہیں، شفق ہیں، چمک ہیں
ان لفظوں میں پوشیدہ ہے تصویر آپ کی

دعوت تقریر کا دوسرا اسلوب

اس کے بعد میں تقریر کے لیے ایک ایسی بے مثال طالبہ کو دعوت سخن دیتی ہوں جس کی سحر لسانی اور شعلہ بیانی کا چرچا پورے مدرسہ میں پھیلا ہوا ہے، جس کی تقریر سننے کے بعد خون میں حرارت اور دلوں میں بے لوث جوش و ولولہ پیدا ہوجاتا ہے، جس کی تقریر باطل فرقوں کے لیے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی تقریر میں فصاحت و بلاغت کی فراوانی، عشق و محبت کی جولانی، دریا کی روانی، سمندر کی سیلانی، موجوں کی طغیانی، سورج کی درخشانی اور چاند کی تابانی اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ برسرپیکار رہتی ہیں، ان کلمات سے میری مراد محترمہ (حمیرا خاتون) کی ذات عالی ہے، میں بہت ہی ادب واحترام کے ساتھ انھیں اس شعر کے ساتھ دعوت سخن دیتی ہوں کہ

کیا ہے عالم کیا بتاؤں تیری زور لسانی کا
سنا ہے ہر طرف چرچا ہے تیری زور بیانی کا
ذرا ہم کو بھی دکھاؤ وہ سحر لسانی اپنی
سنا ہے تم جادو کی زبان رکھتی ہو

دعوت تقریر کا تیسرا اسلوب

اس کے بعد میں تقریر کے لیے اس باکمال اور معروف طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس کی تقریر سن کر طالبات اور عام خواتین میں اپنی اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے اور وہ نیکیوں کے دروازوں پر دستک دیکر اپنی سیاہ زندگیوں کو منور کرنے کا عزم کرتی ہیں، جو اپنی تقریر کے ذریعہ معاشرے اور سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں کو جڑ سے مٹانے کا عزم کیے ہوئی ہے، جو اپنے زیادہ تر اوقات کو طالبات کی اصلاح اور ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے استعمال کرتی ہے، میرا اشارۂ کلام محترمہ (صالحہ خاتون) کی طرف ہے جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت دینا مناسب سمجھتی ہوں کہ

بلاغت جھومتی ہے تیرے انداز خطابت پر
لب اعجاز پر تیرے فصاحت ناز کرتی ہے

دعوت تقریر کا چوتھا اسلوب

اس کے بعد تقریر کے لیے میری نگاہ اس طالبہ پر جا کر ٹھہرتی ہے جس کی شیریں بیانی ہر محفل میں جان ڈالدیتی ہے، جو اپنی ستودہ صفات اور حسن اخلاق کی وجہ سے طالبات میں بے حد مقبول ہے، جس کا شیوہ خواتین کی صحیح رہنمائی کرنا اور ان میں دینی حمیت اور ایمانی قوت کو پیدا کرنا ہے، میری مراد اپنی جماعت کی ہر دل عزیز اور ہونہار طالبہ (شگفتہ خاتون) کی ذات عالی ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت سخن دیتی ہوں کہ

اے جانِ وفا! جلوہ دکھانے کے لیے آ
اس کاسۂ گلشن کو سجانے کے لیے آ
بیتاب نگاہوں کا بھرم ٹوٹ نہ جائے
سوئی ہوئی محفل کو جگانے کے لیے آ

دعوت تقریر کا پانچواں اسلوب

اس کے بعد تقریر ہی کے لئے میں اس مایۂ ناز طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جن کی تقریر میں ادب کی چاشنی بھی ہے اور اخلاص کی گرمی بھی ہے، جو اپنی تقریر کے ذریعہ محض اللہ کے دین کی سرفرازی اور اس کی بلندی چاہتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی بھی تقریر فصاحت و بلاغت اور قرآنی آیات واحادیث کے دلائل سے خالی نہیں ہوتی ہے، جن کی تقریر سن کر خواتین کے دلوں میں عشق رسول کے چراغ جلنے لگتے ہیں اور اسلام کی نشر و اشاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جن کی تقریر سن کر سخت سے سخت دل طالبہ بھی نرم دل بن جاتی ہے، جن کی تقریر سن کر آنکھیں نمدیدہ اور آبدیدہ ہوجاتی ہیں، میرا اشارۂ کلام محترمہ (صابرین خاتون) کی جانب ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں

نطق کو سو ناز ہیں تیرے لب اعجاز پر
محو حیرت ہے ثریا رفعت پرواز پر

دعا و درخواست

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو محض اپنے فضل وکرم سے اپنے مقدس دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں، حاسدوں اور شریروں کی نگاہوں سے محفوظ فرما کر آپ کو خوشیوں بھری زندگی نصیب فرمائیں اور ہر قسم کی آفتوں اور مصیبتوں سے آپ تمام طالبات کی حفاظت فرمائیں۔

نیز آپ تمام طالبات سے درخواست ہے کہ آپ مجھے اور میرے بیٹے خالد سیف اللہ کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں (جس کی پیدائش اس کتاب کی تالیف کے دوران ۱۰ر جمادی الاول ۱۴۴۰ھ، مطابق ۱۷ر جنوری ۲۰۱۹ء روز جمعرات کو ہوئی)۔

مولانا مفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقہ وافتاء: معہد الدراسات العلیا، پھلواری شریف پٹنہ

انڈین نمبر: 8986305186 نیپالی نمبر: 9809191037



شعبۂ نشر و اشاعت

مکتبہ دارارقم نیپال

فیض پور عرف گھیورا ضلع روتہٹ، نیپال

Mob: 8986305186, 6397253620

Rs.70